محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

غیر مسلموں کی نظر میں

جمع و ترتیب

مولانا محمد حنیف یزدانی

مکتبہ نذیریہ

چیچہ وطنی ○ ضلع ساہیوال

سلسلہ تبلیغ ۱۰

نامِ کتاب: محمد رسول اللہ غیر مسلموں کی نظر میں

نامِ مؤلف: مولانا محمد حنیف یزدانی

کتابت: حکیم محمد شفیع ادارہ کتابت چوک دالگراں۔ لاہور

طباعت: ثنائی پریس ایبک روڈ لاہور

صفحات: ۲۱۲

قیمت: ۵ روپے

تعارف

مکتبہ نذیریہ

علاقہ چیچہ وطنی میں یوں تو دینی مدارس اور علمار کرام کی کمی نہیں۔ لیکن دینی محاذ پر نشر و اشاعت کا سلسلہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ مگر ۱۹۶۵ء میں ایک جواں سال عالم دین مولانا محمد حنیف یزدانی نے مسند ولی اللہی کے آخری جانشین سید نذیر حسین محدث دہلوی رح سے روحانی عقیدت کی بنا پر ان کے نام کی مناسبت سے "مکتبہ نذیریہ" کی بنیاد رکھی۔ چیچہ وطنی آنے سے قبل آپ قصور میں نشر و اشاعت کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے چیچہ وطنی کے علاقہ میں کتاب و سنت کی اشاعت کے مقصد کے تحت کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا۔ دینی کتب کی اشاعت کو مولانا یزدانی اپنی زندگی کا اولین مقصد سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اس علاقہ میں نہ تو کوئی پریس ہے۔ اور نہ ہی کتابت کی سہولت میسّر ہے۔ دوسری جانب مولانا یزدانی کے ذرائع بھی محدود ہیں۔ مگر آپ ایک عظیم مقصد کے حصول کے لیے ان مجبوریوں کو خاطر میں دلائے۔

آپ کی شائع کردہ کتابوں کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اکثر آفسٹ پر چھپتی ہیں۔ اور انتہائی دیدہ زیب ہوتی ہیں آپ نے اب تک جو کتابیں شائع کی ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے

(۱) تحریک آزادیٔ فکر اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تجدیدی مساعی مصنفہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ (۲) مرزائیت قادیان اور علمائے اہل حدیث مصنفہ مولانا محمد حنیف یزدانی (۳) قرآنی دعائیں مرتبہ مولانا یزدانی (۴) ہمارے عقائد مصنفہ مولانا یزدانی (۵) مرشد جیلانی کے ارشادات حقانی مصنفہ مولانا یزدانی (۶) اصحاب بدر مصنفہ قاضی محمد سلیمان منصورپوریؒ۔ ان کتب کی اشاعت سے قبل آپ نے سید نذیر حسین شاہ محدث دہلویؒ کی لکھی ہوئی کتاب "معیار الحق" شائع کی ہے۔

مولانا محمد حنیف یزدانی نوجوان علماء اہل حدیث میں اس اعتبار سے منفرد مقام رکھتے ہیں کہ آپ کو اپنے مسلک کی دینی کتابیں شائع کرنے کا شوق ہی نہیں بلکہ عشق ہے۔

روزنامہ ندائے ملت

۳۱ مارچ ۱۹۷۰ء

بادشاہِ دوسرا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں

شافعِ روزِ جزا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں

صدرِ بزمِ انبیا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں

اور محبوبِ خدا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں

میرے آقا کے علاوہ، میرے حضرت کے سوا

پیر کھوڑیال صاحب عما عاشق لکھنوی

گلِ نعت

زمانے بھر میں ہُوا نہ ہو گا شفیق تجھ سا۔ کریم تجھ سا
خوشا کہ ہم عاصیوں نے پایا رفیق تجھ سا۔ ندیم تجھ سا

نہ دیدۂ آسماں نے دیکھا نہ پشتِ گیتی نے ہی اٹھایا
شکیل تجھ سا۔ عقیل تجھ سا۔ جلیل تجھ سا۔ عظیم تجھ سا

یہ گردشِ مہر و ماہ انجم نہ لا سکی ہے نہ لا سکے گی
امین تجھ سا۔ متین تجھ سا حسین تجھ سا۔ وسیم تجھ سا

بڑی ہی خوش بخت ہے وہ ملت کہ آیا جس میں پئے ہدایت
بشیر تجھ سا۔ نذیر تجھ سا۔ منیر تجھ سا۔ فہیم تجھ سا

نہیں ہے تائبؔ کا ناز بے جا ہے اس کا ممدوح ماشاء اللہ
خطیب تجھ سا۔ ادیب تجھ سا، طبیب تجھ سا۔ حکیم تجھ سا

حفیظ تائبؔ

فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مؤلّف

ہر طرح کی حمد و ثنا خدائے واحد و یکتا کے لیے ہے جس نے کل کائنات کو پیدا کیا اور درود و سلام ہو اس نبیٔ برحق پر جس نے کائنات میں حق کا بول بالا کیا۔

امّا بعد : اس احقر العباد طالب الرشاد کی دیرینہ آرزو تھی کہ سرورِ کائنات فخرِ موجودات جامع الصفات مجمع حسنات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دنیا بھر کے غیر مسلم دانش وروں اور مفکّروں کے اقوال جمع کر کے نوجوان تعلیم یافتہ دوستوں کی خدمت میں پیش کروں تاکہ انہیں معلوم ہو کہ مغربی طبقہ جس مقدس انسان اور اس کی تعلیمات کے متعلق آج گمراہ کن پراپیگنڈہ کر رہا ہے اس کے متعلق اپنوں کا نہیں بلکہ دوسروں کا حاصلِ مطالعہ کیا ہے جنہوں نے پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے ہر پہلو کو ناقدانہ طور سے دیکھا اور پڑھا ہے۔

الفضل ما شہدت بہ الاعداءُ

حقیقت یہ ہے کہ آج تک جتنے بھی دنیا میں نبی، پیغمبر، رسول، امام، رہنما،

رشی اور بزرگ آئے ہیں۔ ان سب میں حبیب خدا اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ زندگی مبارک نہایت ارفع و اعلیٰ اور کامل و اکمل قابلِ عمل قابلِ تقلید اور لائق اتباع زندگی ہے۔ آپ کی سیرت پاک کو قرآن مجید میں "اسوہ حسنہ" فرمایا گیا ہے۔ یہاں دنیا کا ہر شخص زندگی کے ہر پہلو کو بآسانی دیکھ سکتا ہے اور اپنی زندگی انہی اصول و آداب کے مطابق گزار سکتا ہے۔ آپ کی تعلیم اتنی جامع ہے کہ آپ کی زندگی مبارک میں آپ کی کھلی مخالفت کرنے والے اور قتل کے پروگرام بنانے والے بھی آپ کو "صادق و امین" جیسے پیارے القابات سے یاد کرتے ہیں۔ اعلانِ نبوّت سے چند سال قبل جب کفّار مکّہ میں حجر اسود کے نصب کرنے پر خونریز جنگ چھڑنے والی ہے۔ آپ ہی کی حسنِ تدبیر سے یہ نزاع ختم ہوئی اور پوری قوم نے آپ کو "راستباز" دیانت دار قرار دیا۔ کوہ صفا پر کھڑے ہو کر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی دفعہ اپنی قوم کو توحید کا اعلان سنایا تو آپ نے سب لوگوں سے دریافت کیا هَلْ وَجَدْتُمُونِي صَادِقًا اَوْ كَاذِبًا (کیا تم نے مجھ کو سچا پایا یا جھوٹا) تو ساری قوم نے بیک زبان کہا ما جربنا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا ہم نے آپ کو ہر حال میں سچّا پایا۔

ھجرت کی رات جب آپ گھر سے نکلتے ہیں تو اپنے بستر پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کے لیے کہا اور ساتھ ہی فرمایا کہ میں جا رہا ہوں لیکن میرے پاس جو یہاں کے لوگوں کی امانتیں ہیں وہ ان تک پہنچا کے آنا۔

ابو سفیان نے قبل از اسلام قیصر روم کے دربار میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیاں بیان کیں تو قیصر روم متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

پیارے ناظرین! اب غور طلب امر یہ ہے کہ جو لوگ آپ کو صادق، امین کہتے رہے وہ پھر بھی کافر مشرک قرار دیئے گئے اس کی وجہ کیا ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ واقعی راستباز اور دیانتدار تھے۔ لیکن وہ لوگ آپ کی ان خوبیوں کا اعتراف کرنے کے باوجود آپ کی دعوتِ توحید قبول نہیں کرتے اور آپ کی رسالت و نبوت پر ایمان نہیں لاتے۔

اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کے دو جزو بیان کیے ہیں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

جس طرح کوئی انسان اللہ تعالیٰ کو خالق، مالک، رازق، علیم، خبیر، غفور رحیم کہنے سے موحد نہیں ہوتا جب تک وہ الٰہ (معبود) نہ مانے۔ اسی طرح کوئی انسان اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ محمد رسول اللہ نہ کہے۔ آئندہ صفحات میں آپ پڑھیں گے۔ دنیا بھر کے غیر مسلم دانشوروں نے آپ کے حضور گلہائے عقیدت پیش کیے ہیں۔ آپ کی تعلیم کو سراہا ہے۔ آپ کے اخلاق کو مانا ہے آپ کی سیرت کو بے داغ گردانا ہے۔ ان سب باتوں کے تسلیم کرنے کے باوجود وہ مسلمان نہیں کیوں اس لیے کہ انہوں نے قرآن پاک کا اعلان

اس کو تسلیم نہیں کیا۔

حدیث شریف میں صاف طور پر آیا ہے محمد فرق بین الناس آپ ہی کی رسالت سے کفر و اسلام حق و باطل اور مسلم و غیر مسلم میں فرق ہے۔

آج دنیا میں مسلمان تمام انسانوں سے ایک علیحدہ قوم کیوں ہیں اس لیے کہ یہ محمد رسول اللہ کا اعلان کرتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اسی کلمہ پر قائم رکھے اور اسی پر موت نصیب فرمائے آمین۔

راقم الحروف نے جہاں آپ کے متعلق غیر مسلموں کے اقوال جمع کیے ہیں اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید اور صحابہ کرام اور خدمات محدثین کا بھی ذکر مبارک کیا ہے اس لیے کہ قرآن مجید آپ کی رسالت و نبوت کی جیتی جاگتی زندہ اور تابندہ دلیل و برہان ہے۔

آپ غور فرمائیں کہ اگر آج مسلمانوں کے ہاتھ میں قرآن نہ ہوتا تو پھر اس جیسی کوئی اور دلیل ان کے پاس کب ہوتی۔

ام المومنین حبیبہ حبیب رب العالمین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے آپ کے خلق کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواباً فرمایا

کان خلقہ القرآن

یعنی آپ کا "خلق" قرآن ہے۔

جو باتیں قرآن نے اخلاق حسنہ کی بیان کی ہیں وہ تمام کی تمام آپ میں موجود ہیں اور جو باتیں آپ میں اخلاق حسنہ کی موجود تھیں وہ قرآن میں ہیں۔

تو گویا کہ آپ چلتا پھرتا "قرآن" ہیں۔

تو جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو گا وہاں کلام اللہ کا بھی ذکر ضرور ہو گا۔

ایسے ہی جن خوش قسمت لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے "کلام اللہ" سن کر ایمان قبول کیا ان کا ذکر نہ کرنا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو تشنہ چھوڑنا ہے۔

"احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہیں؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں

تو جہاں آپ کا ذکر ہو گا وہاں آپ کی احادیث کو جمع کرنے والے مقدس گروہ کا بھی ذکر ہو گا یعنی یہ تمام چیزیں ایک زنجیر کی مختلف کڑیاں ہی ہیں۔

راقم آثم نے اسی لیے قرآن غیر مسلموں کی نظر میں، صحابہ کرام غیر مسلموں کی نظر میں، خدمات محدثین غیر مسلموں کی نظر میں مستقل عنوان قائم کر کے یہ تمام چیزیں بیان کی ہیں۔ کیونکہ ان سب چیزوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔

آج جب کہ دنیا بھر کے غیر مسلم رہنماؤں اور لیڈروں کے بیانات اور خطبات بڑی تیزی کے ساتھ منظر عام پر آ رہے ہیں۔ تو ضرورت اس امر کی ہے کہ آنحضرت فداہ ابی و امی، روحی، قلبی، عرضی و مالی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خطبات، ارشادات، اور فرمودات بالخصوص آپ کے متعلق غیر مسلم مفکروں کے تاثرات منظر عام پر لانے چاہئیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ آج جن "حضرات" کے اقوال ہمیں دنیا میں امن، صلح اور معاشی ہمواری پیدا کرنے کے لیے سنائے جاتے ہیں وہ خود تمام کے تمام آستانۂ نبوت و رسالت پر سر جھکائے بیٹھے ہیں، اور جو کچھ وہ "بول" رہے ہیں یہ ان کا اپنا بول نہیں بلکہ نبی امی محمد عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہی "میٹھا بول" دنیا والوں کو سنا چکے ہیں۔ تو جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں یہ سب کچھ موجود ہے تو پھر تمام سمتوں اور جہتوں سے منہ موڑ کر اسی "مرکز اعظم" کی طرف ہمیں اپنا منہ کرنا چاہیے۔ اسی میں ہماری فلاح اور دنیا کا امن موجود ہے۔

پیارے ناظرین! یہ بات نہایت دکھ کے ساتھ عرض کی جا رہی ہے کہ جو ملک ہم نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مقدس نام پر حاصل کیا تھا۔ آج اسی ملک میں "ماؤ" اور "لینن" وغیرہ بے دین لوگوں کا پرچار ہو رہا ہے۔ ان کی تقریریں اور خطابات نہایت بے دریغی سے یہاں پھیلائے جا رہے ہیں بلکہ ان لوگوں کی "ہمت مردانہ" کی داد دیجیے کہ کروڑوں کی تعداد میں

دنیا کی ہر زبان میں نئے خوبصورت انداز میں ان کی تقریریں طبع ہو کر نوجوان طبقہ میں "مفت" تقسیم ہو رہی ہیں اور ہمیں غیب سے یہ آواز سنائی نہیں دیتی ع

تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

علماء کرام اور مخیر حضرات کو چاہیئے کہ وہ دیگر تبلیغی امور کو مختصر کر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور فرمودات کو بذریعہ لٹریچر نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ میں زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کریں۔ یہ کام صرف علمائے کرام کی کوششوں سے نہیں ہونے والا جب تک کہ مالدار حضرات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کردار ادا نہ کریں۔

" انگریز بہادر" جب سے متحدہ ہندوستان میں آیا اس کے بعد بیچارے علماء ہی اس کے ظلم و ستم کا پہلا نشانہ بنے۔ متحدہ ہندوستان، قبل از تقسیم بعد از تقسیم ہند و پاکستان میں جتنا بھی دین کا کام ہو رہا ہے۔ وہ صرف علماء کرام کی ہمتوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے۔ ہندوستان کا تو ذکر چھوڑ یئے پاکستان جو کہ اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ اس میں برسرِ اقتدار طبقہ کی طرف سے آج تک کوئی ایسا مخصوص تبلیغی و اشاعتی ادارہ قائم نہیں کیا گیا جس کا مقصد واحد پاکستان اور دیگر ممالک میں تبلیغ اسلام ہو اور خود سرکاری طبقہ اس دینی ادارہ سے ہدایات حاصل کرے۔

علماء کرام صد بار مبارکباد کے مستحق ہیں کہ وہ اس گئے گزرے دور میں بھی

قرآن وحدیث اور کتاب وسنّت کو گلے سے لگائے ہوئے ہیں جن کے دم قدم سے آج دنیا بھر کی لاکھوں مسجدیں، ہزاروں مدرسے، سینکڑوں کتب خانے اور بیسیوں تبلیغی و اشاعتی ادارے قائم ہیں۔

دورِ حاضرہ کی بے دینی، لادینی، عیاشی، فحاشی، بے حیائی، بے پردگی اور دین سے بے پرواہی بلکہ دین کے مقابلہ پر ڈھٹائی کا مقابلہ صرف اور صرف مُلّا ہی کر رہا ہے۔

لیکن پھر بھی ؎

بجلی گرتی ہے تو بیچارے مُسلمانوں پہ

اللہ تعالیٰ مرحومین علماء کرام کی لغزشیں معاف کرے۔ درجات بلند فرمائے اور موجودہ و زندہ علماء کو مزید خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے آمین

ہماری قومی، ملکی، وطنی، دینی اور اسلامی ترقی و کامیابی بلکہ زندگی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات و ارشادات میں موجود ہے ؎

تیری زندگی اسی سے، تیری آبرو اسی سے

ورنہ

تیرے در سے جو بار پھرتے ہیں یونہی دربدر خوار پھرتے ہیں۔

پیارے ناظرین! آیئے ہم اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان کریں کہ ہم ساری

زندگی تیری اور تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک تعلیم کو عام کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

فقط والسلام

الخادم المخلص:

محمد حنیف یزدانی

چیچہ وطنی ضلع ساہی وال

۲۳ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ

۴ دسمبر ۱۹۶۹ء

بروز جمعرات بوقت ۲ بجے دن

آغاز کتاب: ۴ شعبان ۱۳۸۸ھ ۶ نومبر ۱۹۶۸ء بروز بدھ

۱۱ بجے رات

تکمیل: ۲۱ محرم ۱۳۸۹ھ - ۹ اپریل ۱۹۶۹ء بروز بدھ

۵ بجے عصر

اظہار تشکر

ادارہ جناب چوہدری مقبول احمد صاحب چیمہ رئیس اعظم چیچہ وطنی کا ممنون و متشکر ہے جن کی خصوصی توجہ سے یہ کتاب منظر عام پر آئی۔

ہندو شعراء
کا
نعتیہ کلام

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

پنڈت ہری چند اختر ایم۔ اے دہلی

کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا؟

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا؟

شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی قصرِ کسریٰ کر دیا؟

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا؟

کہہ دیا لا تقنطوا اختر کسی نے کان میں
اور دل کو سربسر محوِ تمنّا کر دیا

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسنِ کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا

آدمیت کا غرض ساماں مہیّا کر دیا
"اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا"

درود و سلام

جناب عرش ملسیانی بی۔اے

ہے جبریل در کا غلام اللہ اللہ
نبوت کا یہ اہتمام اللہ اللہ

یہ شانِ فصاحت یہ آیاتِ مصحف
کلیم اللہ اللہ کلام اللہ اللہ

لیے مصطفیٰ اپ یہ اسرار وحدت
یہ بادہ یہ مینا یہ جام اللہ اللہ

نہ قول و عمل میں کوئی فرق مطلق
پیامی سراسر پیام اللہ اللہ

یہ ملت کی شیرازہ بندی کا آئین
یہ تنظیم دیں کا نظام اللہ اللہ

سنایا تو نے

لالہ لال چند صاحب فلک

نغمۂ وحدتِ حق دہر میں گایا تو نے
کملی والے یہ عجب گیت سنایا تو نے

ربِّ بے مثل کا دنیا میں بٹھا کر سکّہ
نقشِ اوہام پرستی کا مٹایا تو نے

پھٹ گئے مانند سبھی شرک خودی کے ابر
مہر توحید کا جلوہ جو دکھایا تو نے

جو شراب اور نشے کے تھے ازل سے مشتاق
مئے وحدت کا انہیں جام پلایا تو نے

باہمی نفرت و کینہ تھا وطیرہ جن کا
انس و الفت کا سبق ان کو پڑھایا تو نے

خوابِ غفلت میں پڑے سوتے تھے ملّی مدنی
لبِ اعجاز سے قُم کہہ کے اٹھایا تو نے

ریت کے ذرّوں کو بارود کی طاقت بخشی
خاکِ ناچیز کو اکسیر بنایا تو نے

کر دیا ایک شہنشاہ و گدا کا رتبہ
اونچ اور نیچ کا سب فرق مٹایا تو نے

دخترِ حارث غمگیں کو رہائی بخشی
قیدِ پر غم سے غلاموں کو چھڑایا تو نے

کیوں نہ قربان مسلمان ترے نام پہ ہوں
حق پرستی کا جنہیں طور بتایا تو نے

گنبد و سقف فلک گوش زمیں گونج اٹھے
نعرۂ توحید الٰہ جو لگایا تو نے

جانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

چودھری دلّو رام کوثری

عظیم الشان ہے شانِ محمدؐ — خدا ہے مرتبہ دانِ محمدؐ

کتب غائب کیے منسوخ سارے — کتابِ حق ہے قرآنِ محمدؐ

فرشتے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ہیں — غلامانِ غلامانِ محمدؐ

نبی کا نطق ہے نطقِ الٰہی — کلامِ حق ہے فرمانِ محمدؐ

ابوبکر و عمر و عثمان و حیدر — یہی ہیں چار یارانِ محمدؐ

علی و فاطمہ شبیر و شبر — بسا ان سے گلستانِ محمدؐ

بتاؤں کوثری کیا شغل اپنا

میں ہوں ہر دم ثنا خوانِ محمدؐ

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

دُعائے خلیل علیہ السلام

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا

عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

وَیُزَكِّیْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

پارہ ۱ رکوع ۱۵

ترجمہ: اے ہمارے مولا! تو ان میں ان ہی میں سے ایک رسول پیدا کیجیو۔ جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنا دے اور کتاب آسمانی اور نیک اخلاق ان کو سکھا دے اور ان کو پاک صاف کرے بے شک تو غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔

(از مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

نوید مسیحا علیہ السلام

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ؕ

پارہ ۲۸ ، رکوع ۹

ترجمہ: اور جب عیسٰی بن مریم نے کہا اے اسرائیل کے بیٹو! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول (ہو کر آیا) ہوں میں اپنے سے پہلی کتاب توراۃ کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور ایک رسول کی خوشخبری سناتا ہوں۔ اس کا نام بڑی تعریف والا ہے۔

(از مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر توراۃ اور انجیل میں

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۵ پارہ ۹ رکوع ۹

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ کی رحمت ان لوگوں کے لیے ہے) جو رسول نبی امی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی (دینی امور) میں تابعداری کریں گے جس کو وہ توراۃ انجیل میں لکھا ہوا اپنے پاس پائیں گے۔ جو ان کو نیک باتوں کا حکم دے گا اور ناجائز کاموں سے منع کرے گا اور (حلال طیب) ان کو حلال بتائے گا اور (جو) حرام (ہوں گے) ان کو حرام ٹھہرائے گا اور ان (یہودیوں اور عیسائیوں) سے احکام کی سختی اور گلے کے پھندے جو ان پر پڑے ہوں گے دور کر دے گا۔ پس جو لوگ اس (نبی) پر ایمان لائے اور اس کی عزت (توقیر) کی اور اس کی مدد کی اور جو نور (قرآن) اس نبی کے ساتھ نازل ہوا اس کی تابعداری کیے ہوں گے۔ وہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

(از مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ)

عن عطاء بن يسار قال لقيت عبد الله بن عمرو بن العاص قلت اخبرني عن صفة رسول الله صلى الله عليه وسلم في التوراة قال اجل والله انه لموصوف في التوراة ببعض صفته في القرآن يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وحرزا للاميين انت عبدي ورسولي سميتك المتوكل ليس بفظٍّ ولا غليظ ولا سخاب في الاسواق ولا يدفع بالسيئة السيئة ولكن يعفو ويغفر ولن يقبضه الله حتى يقيم به الملة العوجاء بان يقولوا لا اله الا الله ويفتح بها اَعْيُنًا عُمْيًا واٰذَانًا صُمًّا وقلوبًا غُلْفًا۔ رواه البخاري والدارمي۔ كذا في المشكوٰة ص ۵۱۱

روایت ہے عطا بیٹے یسار کے سے کہ کہا انہوں نے ملا میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا میں نے مجھ کو خبر دو بعضے صفتوں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سے کہ جو توراۃ میں مذکور ہیں۔ کہا عبداللہ نے ہاں خدا کی قسم بے شک وصف کئے گئے ہیں آنحضرت توراۃ میں ساتھ بعضے صفتوں اپنی کے جو مذکور ہیں قرآن میں۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق بھیجا ہم نے تجھ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور پناہ واسطے امیوں (ان پڑھ لوگوں) کے تو بندہ خاص ہے میرا اور رسول ہے میرا میں نے تیرا نام رکھا متوکل نہیں بدخو

اور نہ سخت گو اور نہ غل مچانے والے بازاروں میں اور نہیں دور کرتا بدی کو بدی کے ساتھ ولیکن در گزر کرتا ہے اور ڈھانپتا ہے اور نہ قبض کرے گا اللہ روح اس کی یہاں تک کہ سیدھا کرے بسبب ان کے قوم گمراہ کو ساتھ اس طرح کے کہ کہیں نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور یہاں تک کہ کھولے بسبب اس کلمہ طیبہ کے آنکھیں اندھی اور کان بہرے اور دل کہ پردہ میں ہیں۔

ترجمہ از مشکوٰۃ غزنوی حصہ چہارم صہ ۲۳

عن کعب یحکی عن التوراۃ قال نجد مکتوبا محمد رسول اللہ عبدی المختار لافظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویغفر مولدہ بمکۃ وھجرتہ بطیبۃ وملکہ بالشام وامتہ الحمادون یحمدون اللہ فی السراء والضراء یحمدون اللہ فی کل منزلۃ ویکبرونہ علی کل شرف رعاۃ للشمس یصلون الصلوٰۃ اذا جاء وقتہا یتأزرون علی انصافہم ویتوضئون علی اطرافہم منادیہم ینادی فی جو السماء صفہم فی القتال وصفہم فی الصلوٰۃ سواء لہم باللیل دوی کدوی النحل۔

ہذا لفظ المصابیح وروی الدارمی مع تغییر یسیر

کذا فی المشکوٰۃ ص۵۱۵

روایت ہے کعب احبار سے روایت کرتے ہیں توراۃ سے کہا لکھا ہوا پاتا ہوں میں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجا ہوا خدا کا بندہ میرا ہے برگزیدہ نہیں درشت خو اور نہیں سخت گو اور نہ چلانے والا بازاروں میں اور بدلہ نہیں لیتا ساتھ برائی کے برائی کا۔ ولیکن معاف کرتا ہے اور بخش دیتا ہے۔ اس کی پیدائش مکہ میں ہے۔ اور جگہ اس کی ھجرت کی مدینہ ہے اور بادشاھی اس کی شام میں ہے۔ اور امت اس کی بہت حمد کرنے والی ہے شکر کریں گے وہ خدا کا شادی اور غمی میں شکر کریں گے وہ خدا کا ہر منزل میں اور خدا کی بڑائی کریں گے ہر بلندی پر نگہبانی کرنے والے ہونگے سورج کی۔ ادا کریں گے نماز جب آئے وقت اس کا۔ آزار باندھیں گے اپنے کمروں پر۔ اور وضو کریں اپنی طرفوں پر آواز کرنے والا ان کا آواز کرے آسمان و زمین کے درمیان صف ان کی لڑائی میں اور صف ان کی نماز میں برابر ہے۔ ان کی ہے رات کو پست آواز جیسا کہ شہد کی مکھی کی آواز۔

عن عبد اللہ بن سلام قال مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمد وعیسی بن مریم یدفن معہ قال ابو مودود وقد بقی فی البیت موضع قبر۔

رواہ الترمذی کذا فی المشکوٰۃ صہ۵۱۵

روایت ہے عبد اللہ بن سلام سے کہا کہ لکھی ہوئی ہیں توراۃ میں صفتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور یہ بھی لکھا ہے کہ عیسیٰ بیٹے مریم علیہ السلام کے دفن

کیسے جائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ان کے حجرہ میں۔ کہا ابو مودود (راوی ہے اس حدیث کا) نے اور تحقیق باقی رہے حجرہ شریف میں ایک قبر کی جگہ روائت کی یہ ترمذی نے۔

بعثت نبوی کی حیرت انگیز پیش گوئی

ہندوؤں کی مشہور کتاب کلنگی پران کے بارھویں باب میں حسب ذیل پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے متعلق موجود ہے۔

"جگت گرو وشنو بھگت اور سومتی سے پیدا ہوگا اس کی پیدائش ۱۲ ایسا کھ پیر کے دن سورج نکلنے سے دو گھڑی بعد ہوگی۔ اس کا پتا اس کے پیدا ہونے سے پہلے پرلوک سدھار جائیگا۔ اس کی ماتا بھی بعد میں فوت ہو جائے گی جگت گرو کی سنگل دیپ کی شہزادی سے شادی ہوگی شادی کے موقع پر اس کا ایک چچا اور تین بھائی موجود ہوں گے۔ ایک غار میں پرسرام اسے تعلیم دے گا۔ اور جس وقت سنگل دیپ میں اپنے شہر سمبالا میں آئیگا۔ وہ اپنی تعلیم کا پرچار شروع کر دے گا جس پر اس کے عزیز و اقارب سخت ناراض ہوں گے۔ ان مصائب سے تنگ آکر وہ شمالی پہاڑیوں کی طرف بھاگ جائے گا لیکن کچھ عرصہ کے بعد اسی شہر میں وہ تلوار لے کر آئے گا اور تمام ملک فتح کرے گا۔ جگت گرو کے پاس ایک گھوڑا ہوگا۔ جس میں بجلی سے زیادہ پھرتی ہوگی جس پر سوار ہو کر وہ تین اور سات آسمانوں کی سیر کرے گا۔"

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت پیشگوئی سام وید میں

آپ کا نام مبارک خاص طور پر ذکر کر کے اس طرح کی گئی ہے

۱ ۔ وہ ہر مقدس ریشم کا مربّی

۲ ۔ رعد والا (یعنی بارعب)

۳ ۔ نہایت تعریف کیا گیا (آپ کے اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی معنی ہے ۔

۴ ۔ اندر یعنی صاحب اقبال

۵ ۔ قلعوں کا توڑنے والا جوان عقیل بے اندازہ قوت کا پیدا کیا گیا ۔

۶ ۔ پتھر رکھنے والا (حجر اسود نصب کرنے کی طرف اشارہ ہے

۷ ۔ گڑھے کا کھودنے والا (واقعہ خندق کی طرف اشارہ ہے ۔

سام وید ۔ دوسرا حصہ ۔ باب پنجم فصل اوّل

پرپاٹھک پنجم ص ۱۲۵ مترجمہ بابو پیارے لال صاحب زمیندار برودھا مطبوعہ ودیا ساگر پریس برودھا ضلع علی گڑھ ۱۸۹۷ء

ماخوذ از محمد رشی

مؤلفہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
غیر مسلموں کی نظر میں

سردارِ اعظم

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دراصل سردارِ اعظم تھے۔ آپ نے اہلِ عرب کو درسِ اتحاد دیا۔ آپ نے ان کے تنازعات اور مناقشات ختم کیے۔ تھوڑی ہی مدت میں آپ کی امت نے نصف دنیا کو فتح کرلیا۔ ۱۵ سال کے عرصے میں لوگوں کی کثیر تعداد نے جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش سے توبہ کرلی۔ مٹی کی بنی ہوئی دیویاں مٹی میں ملا دی گئیں۔ بت خانوں میں رکھی ہوئی مورتیوں کو توڑ دیا گیا۔ یہ حیرت انگیز کارنامہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کا۔ یہ سب کچھ صرف پندرہ ہی سال کے عرصے میں ہوگیا جب کہ پندرہ سو سال میں بھی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی امتوں کو صحیح راہ پر لانے میں کامیاب نہ ہوسکے تھے۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عظیم انسان تھے۔ جب آپ دنیا میں تشریف لائے اس وقت اہلِ عرب صدیوں سے خانہ جنگی میں مبتلا تھے۔ دنیا کے سٹیج پر دیگر قوموں نے جو عظمت وشہرت حاصل کی، اس قوم نے بھی اس طرح ابتلا ومصائب کے دور سے گزر کر عظمت حاصل کی۔ اور اس نے اپنی روح ونفس کو تمام آلائشوں سے پاک کرکے تقدس وپاکیزگی کا جوہر حاصل کیا۔

(نپولین بونا پارٹ)

انسانیت کے نجات دہندہ

ازمنہ وسطیٰ میں عیسائی راہبوں نے جہالت و تعصب کی وجہ سے مذہب اسلام کی بڑی بھیانک تصویر کشی کی ہے۔ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی انہوں نے تو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اور آپ کے مذہب کے خلاف باضابطہ تحریک چلائی۔ انہوں نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو اچھے لفظوں میں یاد نہیں کیا۔ میں نے ان باتوں کا بغور مطالعہ اور مشاہدہ کیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ایک ہستی عظیم اور صحیح معنوں میں انسانیت کے نجات دہندہ ہیں۔

(جارج برنارڈ شا)

رسولِ عظیم

ہم میں سے ان لوگوں کے لیے جن کے نزدیک انسان ہی سب کچھ ہے ماحول کچھ نہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اس حقیقت کی عظیم الشان مثال ہیں کہ ایک انسان کیا کچھ کر سکتا ہے لیکن وہ لوگ بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تاریخ کے انقلابات کسی ایک فرد کی کوشش سے کہیں زیادہ ماحول کی خصوصیات اور قلب انسانی کی استعداد قبولیت کے رہین منت ہیں اس سے

انکار نہیں کر سکتے۔ اگر تاریخ میں انقلاب آتا ہی تھا (جو عرب میں آیا) تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بغیر یہ انقلاب ایک غیر متعین عرصہ تک معرضِ التوا میں رہتا۔

یہ انقلاب کیا تھا؟ عربوں کے لیے یہ انقلاب ایک نئی زندگی تھی جو انہیں تاریکی سے نور کی طرف لے آئی تھی۔ عرب اس کے ذریعے پہلی دفعہ زندہ ہوا۔ ایک ایسی قوم جو ابتدائے آفرینش سے گمنامی کے عالم میں ریوڑ چراتی پھرتی تھی۔ ان کی طرف ایک رسول آیا۔ جو اپنے ساتھ ایک ایسا پیغام لایا جس پر وہ قوم ایمان لے آئی۔ وہ دیکھو وہی گمنام چرواہے دنیا کی ممتاز ترین قوم بن گئے۔ وہ حقیر قوم ایک عظیم الشان ملت میں تبدیل ہوگئی۔ ایک صدی کے اندر اندر عرب ایک طرف غرناطہ اور دوسری طرف دہلی تک چھا گئے۔ اس کے بعد سینکڑوں برس ہو چکے ہیں۔ کہ یہ اسی شان و شوکت اور درخشندگی و تابندگی سے کرۂ ارض کے ایک عظیم حصے پر مسلط ہیں۔ یہ سب کچھ ایمان کی حرارت سے ہوا (ایمان بہت بڑی چیز ہے۔ ایمان ہی سے زندگی ملتی ہے۔ جونہی کسی قوم میں ایمان پیدا ہوا۔ اس قوم کی تاریخ اعمال میں نتائج اور روح میں بالیدگی پیدا کرنے والی بن گئی۔

وہ عرب۔ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ایک سو سال کا عرصہ۔ کیا یہ انقلاب ایسا ہی نہیں جیسے ریت کے کسی سیاہ گمنام ٹیلے پر آسمان سے بجلی کی لہر آگرے۔ اور وہ ریت کا تودہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک آتش گیر مادہ میں تبدیل

خارج البلد ہو گئی۔ توحید اور خدا کی موجودہ رحمت کا تصور محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے متبعین کے دلوں کی گہرائیوں اور زندگی کے اعماق میں جاگزین ہو گیا۔ معاشرتی اصلاحات کی بھی کوئی کمی نہ رہی۔ ایمان کے دائرہ میں برادرانہ محبت، یتیموں کی پرورش، غلاموں سے احسان، حرمت خمر، سب جوہر نمودار ہو گئے۔ امتناعِ شراب میں جو کامیابی اسلام نے حاصل کی اور کسی مذہب کو نصیب نہیں ہوئی۔ (سر ولیم میور مصنف لائف آف محمد)

"آپ نے ہر مذہب کی اصلاح کر دی"

سب سے پہلے اس حقیقت کا بلا تکلف اعتراف کر لینا چاہیئے کہ اپنی قوم کے لیے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی ذات بڑے احسانات کی موجب تھی۔ وہ اس ملک میں پیدا ہوئے جہاں سیاسی تنظیم، معقول عقائد اور پاکیزہ اخلاق سے کوئی شناسا نہ تھا۔ انہوں نے یہ تین چیزیں پیدا کر دیں۔ انہوں نے اپنی ذہانت سے بیک وقت سیاسی حالت، مذہبی عقائد اور ضابطہ اخلاق کی اصلاح کر دی۔ انہوں نے مختلف قبیلوں کی جگہ انہیں ایک قوم بنا دیا۔ مختلف دیوتاؤں اور آقاؤں کی جگہ ایک خدا پر ایمان کی تعلیم دی۔ اور بڑی بڑی معیوب اور قبیح رسومات کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیا۔ جوں جوں اسلام اپنے قدم عرب کی سرزمین سے باہر رکھتا گیا۔ کئی وحشی قومیں جنہیں اس نے اپنی آغوش میں لیا۔

تھا ئیے اسلام کی وارثت بنتی چلی گئیں۔ اسلام نوع انسانی کے لیے برکات کا موجب تاریکی سے نور اور شیطان سے خدا کی طرف رجعت کا باعث ہے۔

(ریو بینسٹیفنسن)

عالمی انقلاب کا معلّم

اسلام اس دنیا کے لیے پیغام نجات وسعادت تھا جو جسمانی اور ذہنی مصائب میں مبتلا تھی اور دوسروں کی غلامی نے جسے چکنا چور کر رکھا تھا۔ اس نے عدل وانصاف کے عصرِ جدید کا اعلان کیا جس عالمگیر حکومت کی طرح اسلام نے رکھی۔ اس میں نسلی امتیاز کا کوئی دخل نہ تھا۔ اس کا ایک ہی قانون تھا۔ سب کے لیے یکساں عدل اور محبت۔ اس حقیقتِ کبریٰ کو جتنی مرتبہ دہرایئے کم ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نہ صرف ایک عظیم القدر مذہب کا پیغامبر تھا جس نے اس دنیا کی روحانی تسکین کا سامان فراہم کیا۔ بلکہ وہ ایک ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کا معلّم تھا جس کی نظیر تاریخ نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

(جارج ہیاری)

گاندھی جی کا ہدیۂ عقیدت

اسلام نے اپنے انتہائی عروج کے زمانہ میں تعصّب اور ہٹ دھرمی

سے پاک تھا۔ اسلام نے تمام دنیا سے خراج تحسین وصول کیا جب مغرب پر تاریکی اور جہالت کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ اس وقت مشرق سے ایک ستارہ نمودار ہوا۔ ایک روشن ستارہ جس کی روشنی سے ظلمت کدے منور ہو گئے۔ اسلام دین باطل نہیں ہے۔ ہندوؤں کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے تاکہ وہ بھی میری طرح اس کی تعظیم کرنا سیکھ جائیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا۔ بلکہ اس کی اشاعت کے ذمہ دار رسولِ عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایجان، ایقان، ایثار، اور اوصاف حمیدہ تھے۔ ان صفات نے لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیا تھا۔ یورپی اقوام جنوبی افریقہ میں اسلام کو سرعت کے ساتھ پھیلتا دیکھ کر خوفزدہ ہیں۔ اسلام جس نے اندلس کو مہذب بنایا۔ اسلام جو مشعلِ ہدایت کو مراکو تک لے گیا۔ اسلام جس نے اخوت کا درس دیا۔ جنوبی افریقہ میں یورپی اقوام محض اس لیے ہراساں ہیں کہ وہ جانتے ہیں کہ اگر اصلی باشندوں نے اسلام قبول کر لیا تب وہ ہمسرانہ حقوق کا مطالبہ کریں گے اور لڑا کریں گے۔ اگر اخوت گناہ ہے تب ان کا خوف راستی پر مبنی ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے۔ زولو عیسائیت قبول کرنے پر بھی عیسائی حقوق حاصل نہیں کر سکا۔ لیکن جونہی وہ حلقہ بگوشِ اسلام ہوا مسلمانوں کے ساتھ اس کا مساویانہ اتحاد پیدا ہو گیا۔ یورپ اس اتحادِ اسلام سے خائف ہے۔

ڈاکٹر سر رابندر ناتھ ٹیگور

اسلام دنیا کے مذہبوں میں سب سے بڑا مذہب ہے میں آج سیرت النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مبارک موقع کو غنیمت سمجھ کر اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہوں اور مسلمان بھائیوں کے ساتھ نبی اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پیغام رحمت کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ اسلام کا پیغام ساری دنیا کے لیے ہے۔ دنیا میں امن و سکون اسی پیغام ربانی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ میں پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں تعظیم و تکریم ارادت اور عقیدت مندی کا ناچیز تحفہ پیش کرتا ہوں۔

سادھو ٹی، ایل وسوانی

میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کورنش بجا لاتا ہوں۔ وہ دنیا کی ایک عظیم الشان ہستی ہیں وہ ایک قوت تھی جو انسان کی بہتری کے لیے صرف ہوئی۔ ایام سلف کی داستان کا مطالعہ کرو تاکہ تمہیں ان کی شوکت و سطوت کا پتہ چلے۔ بادشاہ اور روحانی رہبر ہوتے ہوئے وہ اپنی گلیم کو خود پیوند لگاتے۔ وہ غائب کی آواز پر لبیک کہتے اپنے مکی والے اٹھے اور تبلیغ کرنے لوگوں نے انہیں ایذا دی اور ان کی زندگی خطرے میں پڑ گئی لیکن

انہوں نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کبھی کوتاہی نہ کی۔ وہ امن و راستی کی تلقین کرتے رہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پیغمبر اور رہبر تھے۔ میں ان کے آخری الفاظ پر اکثر غور کرتا رہتا ہوں "مالک مجھے بخش دے اور اپنے نیک بندوں میں اٹھا" تم میں سے کون ہے جو اس امر سے انکار کرے کہ وہ اعلیٰ زندگی اور اعلیٰ موت رکھتے تھے۔ اسلام نے دنیا میں رہبانیت کا خاتمہ کر دیا۔ اسلام نے دختر کشی کی رسم کو بند کر دیا۔ اسلام نے اپنے شیدائیوں پر اُمّ الخبائث (شراب) کو حرام کر دیا۔ اسلام نے ہمت، شجاعت اور بردباری کی تعلیم دی۔ اس زمانے میں جب کہ یورپ علم و حکمت سے بے بہرہ تھا۔ اسپین کے مسلمان علم و ادب کی مشعل کو ہاتھ میں لے کر گمراہ لوگوں کو راہ راست دکھلا رہے تھے۔ وہ ادبیات، ریاضیات، کیمیا، تاریخ اور فلسفہ میں اپنا ہمعصر نہ رکھتے تھے۔ ہندوستان کی گردن اسلام کے احسانوں سے دبی ہوئی ہے۔ ہندوستانی فلسفہ شعر و سخن اور فن تعمیر کو اسلام نے چار چاند لگا دیئے۔ "تاج محل" اقلیم تعمیر کا شہنشاہ ہے۔

اسلام حریت و اخوت کا داعی ہے۔ غلامی کے خلاف سب سے پہلے (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جہاد کیا۔ جبکہ انہوں نے فتح یروشلم پر تمام غلام رہا کر دیئے۔

سروجنی نائیڈو کا حجازی نغمہ

میرا تعلق ایک ایسے مذہب سے ہے جسے عام طور پر الہامی مذاہب کے دائرہ سے خارج سمجھا جاتا ہے یعنی اس کی بنیاد الہامی کتاب پر نہیں۔ تاہم میں اپنے آپ کو اس قابل پاتی ہوں کہ اس عالمگیر اخوت کا آپ کے سامنے اعتراف کروں جس کے نقش میرے دل پر موجود ہیں۔ اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پاکیزہ اور شاندار کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ پیغمبر اسلام کو اس عالی شان اور عجیب و غریب صداقت کا پورا علم تھا۔ اس پاک انسان نے اپنے آپ کو معبودیت اور پرستش کا محل قرار نہیں دیا۔ اس کو انسان کی طاقت اور کمزوری کا پورا علم تھا۔ وہ بنی نوع انسان کے اندر تھا۔ لوگوں کے ساتھ بولتا۔ انہیں کے ساتھ چلتا پھرتا اور کام کرتا پھرتا تھا۔ وہ خود بھی انسان تھا۔ اپنے ذاتی دل کے عملی نمونوں سے اس مقدس انسان نے یہ شاندار سبق اپنے پیروؤں کو سکھلایا کہ زبان سے جو کچھ کہتا ہے اور جس بات کی تلقین کرتا ہے اس پہ اس کا خود بھی عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ وہ خدا ہو کر دنیا میں نہیں آیا۔ بلکہ انسان ہو کر انسانوں ہی کی طرف آیا۔ وہ پاک انسان ایک نفرت سے بھرپور بغض و تعصّب سے معمور اور جہالت سے معمور دنیا کی طرف آیا۔ اور اس صحرا کے اندر جو اس کی پیدائش کا گہوارہ تھا۔ ایک نہ مٹنے والی صداقت کا اس پر انکشاف ہوا جو رب العالمین

کے وہ پاکیزہ الفاظ میں مضمر ہے یعنی اس خدا کو آپ نے پیش کیا۔ جو تمام اقوام و ممالک اور تمام مذاہب کا ایک ہی خدا ہے۔ اسلام میں حقیقی اور خالص جمہوریت کا رنگ پایا جاتا ہے جو اعلیٰ نشان و شوکت کے لحاظ سے ہمارے زمانے کی نام نہاد اور بدنام جمہوریت کی بے حقیقت اور قابل اعتراض اشکال سے کوسوں دور اور اعلیٰ تر ہے:

فرنچ پروفیسر سیڈیو لکھتے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: خندہ رو، ملنسار، اکثر خاموش رہنے والے، بکثرت ذکر خدا کرنے والے، لغویات سے دور، بیہودہ پن سے نفور، بہترین رائے اور بہترین عقل والے تھے۔ انصاف کے معاملے میں قریب و بعید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک برابر تھا۔ مساکین سے محبت فرمایا کرتے۔ غرباء میں رہ کر خوش ہوتے۔ کسی فقیر کو اس کی تنگدستی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھا کرتے۔ اور کسی بادشاہ کو بادشاہی کی وجہ سے بڑا نہ جانتے۔ کسی شخص سے خود علیحدہ نہ ہوتے۔ جب تک کہ وہی نہ چلا جائے۔ صحابہ سے کمال محبت فرمایا کرتے۔ اپنے جوتے کو خود گانٹھ لیتے۔ اپنے کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے۔ دشمن اور دوست سے کشادہ پیشانی ملا کرتے تھے:

(خلاصۃ تاریخ عرب صفحہ ۴۲)

جارج سیل کا اعتراف

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کامل طور پر فطری قابلیتوں سے آراستہ تھے شکل میں نہایت ہی خوبصورت، فہیم اور دور رس عقل والے پسندیدہ وخوش اطوار غرباء پرور، ہر ایک سے متواضع، دشمنوں کے مقابلہ میں صاحب استقلال و شجاعت سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا تعالیٰ کا نام نہایت ادب و احترام سے لینے والے۔ جھوٹی قسمیں کھانے والوں، زناکاروں، سفاکوں، دخونیوں، جھوٹی تہمت لگانے والے، فضول خرچی کرنے والوں، لالچیوں اور جھوٹی گواہی دینے والوں کے خلاف نہایت سخت، بردباری و صبوری، صدقہ خیرات، رحم وکرم، شکر گزاری، والدین اور بزرگوں کی تعظیم کی نہایت تاکید کرنے والے اور خدا کی حمد و ثنا میں نہایت کثرت سے مشغول رہنے والے تھے۔

(انگریزی ترجمہ قرآن جارج سیل)

COMPTON PICTURED ENCYCLOPEDIA.

میں آپ کی حربی صلاحیتوں کی گواہی ان الفاظ میں رقم ہے

"آپ ہجرت کے بعد مدینے کے حکمران اور فوجی کمانڈر بن گئے۔ اور اپنے پیروکاروں کو ایک مضبوط اور منظم فوج میں تبدیل کر دیا اور اپنے تکی اور تعداد

دوسرے دشمنوں کے خلاف مدینہ کا کامیاب دفاع کیا۔ انہوں نے اپنے مخالف قبائل پر بے موقع اور نامناسب حملے کیے۔ ہجرت کے آٹھویں سال مکہ معمولی مزاحمت کے بعد آپ کے قبضہ میں آگیا۔ آپ نے بتوں کو توڑ کر کعبہ کی عظمت بحال کی۔ آپ کی وفات کے وقت سارا عرب آپ کے جھنڈے تلے متحد تھا اور ایک پُرجوش فوج ساری دنیا میں آپ کا پیغام پہنچانے کے لیے کھڑی تھی:

ENCYCLOPEDIA BRITAINICA.

میں آپ کی عظمت کے سامنے یوں سرِ تسلیم خم کیا ہے۔

آپ اگرچہ اُمّی تھے لیکن عملی ذہانت کا وافر حصّہ آپ حاصل کر چکے تھے۔ آپ کا مذہب حقیقتاً دینِ ابراہیم کا احیاء تھا۔ قانون ساز، ماہرِ حربیات، منتظم اور منصف آپ کی شخصیت کے مختلف پہلو تھے۔ اس خوفناک قبائلی تعصّب کا خاتمہ کرنا جس کی بنا پر ایک خون، طویل جنگوں کا باعث بن جاتا تھا۔ عورتوں کو ان کے حقوق خاص کر وراثت میں حصّہ دلانا اور دختر کُشی کا خاتمہ آپ کی عظیم اصلاحات ہیں۔"

HEROES AND HEROWORSHIP.

میں کارلائل آپ کو یوں خراجِ تحسین پیش کرتا ہے:

بانی اسلام کے ناقابل انکار فضائل کا انکار انصاف کا خون کرنا اور حق پسندی کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ لگانا ہے۔ ہمارے خیال میں سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا وجود حق کا مرتبہ انسانی عظمت کی بلندیوں سے کہیں ارفع ہے۔ دنیا کی باعظمت ہستیوں میں فضائل اور صفات کے لحاظ سے بے مثال ہے۔ آپ کی ذات خلوص و صداقت اور سچے اعتقادات کا خزانہ ہے۔ آپ کا ہر قول تصنع اور تکلف سے مبرا اور حقیقت پر مبنی ہے۔ آپ کا کلام وحی آسمانی تھا۔ ایسی مقدس ہستی کا وجود خالق کائنات کے وجود کی ایک زبردست اور روشن دلیل ہے۔ آپ کا دماغ علم و معرفت کا خزانہ اور حکمت و فضیلت کی کان ہے۔ آپ کے حکیمانہ ارشادات سے فائدہ اٹھانا انسانیت کا فرضِ مبین ہے۔ خدا نے برتر کے بھیجے ہوئے پیغمبروں میں آپ کی ذات سب سے زیادہ جدید قسم کی ہے جس پر رسالت ختم ہوتی ہے۔ صحرائے عرب کی پرسکون فضا میں آپ کے مشاہدہ نے انسان کی اصلاح کا دستور العمل مرتب فرما دیا۔ آپ کی مقدس سیرت کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ بچپن ہی سے راستباز اور امین تھے۔ آغازِ شباب سے آخر جوانی تک پاکبازی اور زہد و عفاف کا ایسا نمونہ پیش فرمایا جس کی مثال مقدس تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔ آپ کی ذات سرچشمۂ اصول تھی۔ آپ کے اصولوں نے دنیا

کو تاریکی سے نکال دیا۔ اور یونان کی حکمتوں، یہودیوں کے عقیدوں اور ایام جاہلیت کے عرب قبائل کی بت پرستی کو ختم کر دیا۔ یہ بات مسلّم ہے کہ جو حقیقت حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے حاصل کی تھی۔ آپ نے بھی اسی حقیقت کی طرف انسان کو متوجہ کیا۔[1]

دیوان سنگھ مفتون کی گواہی

حدیث "افضل الجہاد[2] کلمۃ الحق عند سلطان جائر" سن کر دیوان سنگھ مفتون کہتا ہے کہ ان ہونٹوں کی قدر و قیمت کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا جن سے یہ الفاظ نکلے۔

رابرٹ ایل گلک کی شہادت

مغربی مصنف یہ کہتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔ اور وہ عرب کی تصویر بناتے ہوئے اس کے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں تلوار دکھاتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ یہ ان کے فہم کا قصور ہے۔ کیونکہ اس معاملے میں مجرم مسلمان نہیں۔ بلکہ عیسائی ہیں۔ جبکہ انہوں نے چین میں بیس لاکھ مسلمانوں کو

---

[1] یعنی توحید خداوندی کی طرف ۱۲ [2] افضل جہاد ظالم جابر بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے ۱۲

موت کی دھمکی دے کر عیسائی بنایا تھا۔ اپنے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے ایک اور مصنف کی تحریر پیش کرتا ہوں۔ یہ کہنا کہ مسلمانوں کی دوسرے غیر مسلموں کے خلاف جنگیں مذہبی تھیں۔ اور دوسرے مذاہب کو دبانے کے لیے تھیں۔ خارج از بحث ہیں۔ کیونکہ یہ بات مادی اور سیاسی دلیلوں سے ثابت نہیں کی جا سکتی۔"

MOHAMMAD THE EDUCATOR

منٹگمری واٹ کی شہادت

آپ کو تین عدیم المثال صفات سے نوازا گیا تھا۔ اوّل آپ کی فراست جن کی مدد سے آپ نے عرب دنیا کے لیے ایک نظریاتی ڈھانچہ تیار کر دیا اور معاشرے کو مستحکم بنیادوں پر استوار کر دیا۔ دوم یہ کہ ایک سیاستدان تھے۔ قرآن میں صرف بنیادی اصول بیان ہوئے ہیں۔ آپ نے اپنی ذہانت اور دور اندیشی سے کام لے کر ان اصولوں کی بنا پر ایک عظیم الشان عمارت کھڑی کر دی۔ اور مدینہ کی ایک چھوٹی سی ریاست کو عالمگیر سلطنت میں تقسیم کر دیا۔ تیسرے یہ کہ بطور منتظم کے آپ کی مہارت اور اپنے عمال اور نمائندوں کے انتخاب میں آپ کی ذہانت۔ کیونکہ عمدہ پالیسی بھی عدم مہارت کی صورت میں ناکام ہو جاتی ہے

MOHAMMAD AT MADINA

مقدس رسول

۱۹۲۰ء میں راج پال نے ایک رسوائے عالم کتاب "رنگیلا رسول" لکھی تھی جس میں اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھریلو زندگی پر نار وا اعتراضات کیے تھے۔ راج پال گستاخ کا کام تو غازی علم الدین شہیدؒ نے تمام کر دیا تھا لیکن اس کی گستاخانہ کتاب کا جواب شیخ الاسلام فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۴۸ء نے بنام "مقدس رسول" دیا تھا جس کو مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا عزیز علیؒ، مفتی کفایت اللہؒ، مولانا عبدالباری لکھنویؒ، مولانا عبدالشکور لکھنویؒ، مولانا محمد ابو القاسم بنارسیؒ، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ، مولانا ظفر علی خاںؒ اور خواجہ حسن نظامیؒ نے بہت پسند کیا۔ منصف مزاج ہندوؤں نے بھی اس جواب کو سراہا۔ امام العصر مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۵۶ء نے تو یہاں تک فرمایا کہ میں اس کتاب کے نام "مقدس رسول" رکھنے پر قربان جاؤں۔

اس رسوائے عالم کتاب میں بھی آنحضرت فداہ ابی وامی وروحی وقلبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف اور خوبیاں بیان ہوئی ہیں۔

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خدیجہ کو تجارت کا حساب دیا اور

اپنی اجرت لے کر رخصت ہوا۔ اس کی شرمیلی آنکھیں، ضرورت سے کم گو زبان اور قدرتی جمال، اس سے بڑھ کر بیوپار کا کھرا پن بھرپور بے تکلفی اور سادگی جو دل میں تھا وہی زبان پر، جو زبان پر تھا وہی عمل میں۔ بڑھیا (خدیجہ) پر یہ بے ساختگی اثر کر گئی۔ اس نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنی تنہائی کا شریک بنانا چاہا۔

(صفحہ ۱۰ بحوالہ مقدس رسول صفحہ ۵۱)

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نیکوکار

عرب میں پاپ ہوتا تھا نہایت خوفناک پاپ ہوتا تھا اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دل نیکی کے خیالات سے لبریز ہو رہا تھا۔ عرب بت پرست تھے۔ اور اس نے کھلے میدانوں میں، بے ابر آسمانوں میں، لامحدود ریگستانوں میں کسی لامحدود طاقت کا احساس کیا تھا۔ اسے یقین ہو گیا کہ پرماتما (خدا) ایک ہے (صفحہ ۱۳ بحوالہ مقدس رسول صفحہ ۵۵)

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی باوقار و باتمکین پرہیزگارانہ جوانی

جوانی کی عمر میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے برتاؤ اخلاق کی راستی اور عادات کی طہارت جو مکہ کے لوگوں میں نہایت کمیاب تھی۔ سب مصنف متفق ہیں اس کی شرم و حیا اعجازی طور پر محفوظ بیان کی جاتی ہے۔

(سر ولیم میور)

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صاحب کی سیاست میں کامیابی

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے وقت ان کا سیاسی کام غیر مکمل نہیں رہ گیا۔ (سیرت النبی جلد اول حصہ دوم)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۰۵ھ فرماتے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مویشی کو چارہ خود ڈالتے۔ اونٹ باندھتے۔ گھر میں صفائی خود کر لیتے۔ خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے۔ خادم کو اس کے کام کاج میں مدد دیتے۔ بازار سے چیز خود جا کر خرید لیتے۔ خود اسے اٹھا لاتے۔ ہر ادنیٰ و اعلیٰ، خورد و بزرگ کو پہلے سلام کیا کرتے۔ جو کوئی ساتھ ہو لیتا اس کے ہاتھ میں ہاتھ لے کر چلا کرتے۔ غلام و آقا، حبشی و ترکی میں ذرا تفاوت نہ کرتے۔ رات و دن کا لباس ایک ہی رکھتے کیسا ہی کوئی حقیر شخص دعوت کے لیے کہتا قبول فرما لیتے۔ جو کچھ کھانا سامنے رکھ دیا جاتا اسے برضا و رغبت کھاتے۔ رات کے کھانے میں صبح کے لیے اور صبح کے کھانے میں شام کے لیے اٹھا نہ رکھتے۔ نیک خو، کریم الطبع، کشادہ رو تھے مگر کھلکھلا کر ہنستے نہ تھے۔ اندوہگین تھے مگر ترش رو نہ تھے۔ متواضع مگر جس میں دنائت نہ تھی۔ باجلالت جس میں درشتی نہ تھی۔ سخی تھے مگر اسراف نہ تھا۔ ہر ایک پر رحم

فرمایا کرتے تھے کسی سے کچھ طمع نہ رکھتے تھے۔ سر مبارک کو جھکائے رکھتے۔

(کیمیائے سعادت)

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی

رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۳۴ھ فرماتے ہیں۔

تحقیق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت آدمؑ کی اولاد کے سردار ہیں اور قیامت کے روز سب سے زیادہ انہی کے تابعدار ہوں گے وہ اللہ کے نزدیک سب اولین و آخرین سے بزرگ ہیں وہ اوّل ہیں جو قبر سے نکلیں گے۔ وہ اوّل ہیں جو شفاعت کریں گے۔ وہ اوّل ہیں جن کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اور اوّل ہیں جو جنّت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے لیے دروازہ کھول دے گا۔ وہ قیامت کے لواءِ حمد کے اٹھانے والے ہیں جس کے نیچے آدم اور باقی انبیاء علیہم السلام ہوں گے۔ وہ وہ ذاتِ مبارک ہیں جنہوں نے اپنی زبان سے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز ہم ہی سب سے آخر ہیں اور ہم ہی سب سے اوّل ہیں۔ اور ہم ہی آگے بڑھنے والے ہیں۔ اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔ اور میں اللہ کا دوست ہوں اور میں پیغمبروں کا پیشرو ہوں اور کچھ فخر نہیں۔ اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں اور کچھ فخر نہیں۔ اور میں محمّد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں

جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا فرمایا تو ان میں سے بہتر خلقت میں مجھے پیدا کیا۔ پھر ان کو دو گروہ بنایا تو مجھے ان میں سے اچھے گروہ میں پیدا کیا۔ پھر ان کے قبیلے بنائے۔ اور مجھے ان میں سے بہتر قبیلے میں بنایا۔ پھر ان کو گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے ان میں سے بہتر گھر والوں میں پیدا کیا۔ پس میں از روئے ذات اور گھر کے ان سب سے بہتر ہوں۔

مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر ۴۴

وہ ذات پاک آپ ہی حامد اور آپ ہی محمود ہے۔ تمام کائنات اس کا حق حمد ادا کرنے سے عاجز ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی اس کی حمد سے عاجز ہیں جو کہ قیامت کے روز لوار حمد اٹھانے والے ہیں جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور جمیع انبیاء علیہم السلام ہوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ظہور میں تمام مخلوقات میں سے افضل و اکمل ہیں۔ مرتبہ میں سب سے زیادہ قریب، حسن و جمال میں کمال میں سب سے زیادہ جامع اور سب سے زیادہ کامل، ان کا قدر سب سے زیادہ بلند، اور ان کا شان و شرف سب سے زیادہ عظیم، ان کا دین سب سے زیادہ مضبوط اور ان کی ملت سب سے زیادہ راست اور درست، حسب میں سب سے کریم، نسب میں سب سے زیادہ شریف اور خاندان میں سب سے بڑھ کر معزز اور بزرگ ہیں۔

مکتوبات دفتر دوم مکتوب اول

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۵۱ھ فرماتے ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر خاموش رہا کرتے۔ بلا ضرورت کبھی گفتگو نہ فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت شیریں کلام اور کمال فصیح تھے۔ کلام میں سختی ذرا نہ تھی۔ گفتگو ایسی دلآویز ہوتی تھی کہ سننے والے کے دل و روح پر قبضہ کر لیتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ وصف ایسا مسلمہ تھا کہ مخالف بھی اس کی شہادت دیتے تھے۔ اور جاہل دشمن اسی کا نام سحر و جادو رکھا کرتے تھے۔ سلسلہ کلام ایسا مرتب ہوتا تھا جس میں لفظاً و معناً کوئی خلل نہ ہوتا۔ الفاظ ایسی ترتیب سے ادا فرماتے کہ اگر سننے والا چاہے تو الفاظ کا شمار کر سکتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کھل کھلا کر ہنستے نہ تھے تبسم ہی آپ کا ہنسنا تھا۔ نماز تہجد میں بسا اوقات آپ رو پڑتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم سلام اللہ علیہ دودھ پیتے انتقال فرما گئے تھے۔ جب انہیں قبر میں رکھا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ رات کو بھوکا سونے سے منع فرمایا کرتے اور ایسا کرنے کو بڑھاپے کا سبب فرماتے۔ کھانا کھاتے ہی سونے سے منع فرماتے۔ متعدی امراض سے بچاؤ رکھنے۔ تندرستوں کو اس سے محتاط رہنے کا مشورہ دیتے۔ بیمار کو طبیب حاذق سے علاج کرانے

کیا فرماتے۔ اور نادان طبیب کو طبابت سے منع فرماتے۔ (زاد المعاد جلد ۲)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی ۱۱۷۴ھ فرماتے ہیں:

"جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے یک بارگی آجاتا۔ وہ ہیبت زدہ ہو جاتا۔ اور جو کوئی پاس آ بیٹھتا وہ فدائی بن جاتا۔ کنبہ والوں اور خادموں پر بہت زیادہ مہربان تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس سال تک خدمت کی۔ اس عرصہ میں انہیں کبھی اُف تک نہ کہا۔ زبانِ مبارک پر کبھی کوئی گندی بات یا گالی نہیں آتی تھی۔ نہ کسی پر لعنت کیا کرتے۔ دوسرے کی اذیت اور آزار پر صبر کیا کرتے۔ خلقت پر نہایت رحم فرماتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ یا زبانِ مبارک سے کبھی کسی کو شر نہ پہنچا۔ کنبہ کی اصلاح اور خدم کی درستی پر نہایت توجہ فرماتے۔ ہر شخص اور ہر چیز کی قدر و منزلت سے آگاہ تھے۔ آسمانی بادشاہت کی جانب ہمیشہ نظر لگائے رکھتے تھے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

حضرت شاہ اسماعیل شہید متوفی ۱۲۴۶ھ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بندے اللہ کے تھے۔ خدا کی

عبادت ان پر واجب تھی۔ اور سب مخلوق سے افضل تھے عقلمند، ہوشیار، حلیم، رحیم، عاقبت اندیش، خوش خلق، بے طمع، قانع، صاحب مروّت، سخی، شجاع غرضکہ جو کچھ آدمی کے حق میں اوصاف کمال کے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ تھے اور وہ سچے تھے۔ اور سب گناہوں سے معصوم اور خدا کا حکم سب بعینہ انہوں نے پہنچایا۔ اور جو کچھ انہوں نے فرمایا۔ وہ حکم خدا کا تھا۔ اور ان کے کام سب خدا کی مرضی کے موافق تھے۔

(تذکیر الاخوان)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا بیان

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے نبی بنایا ہے کہ میں پاکیزہ اخلاق اور نیک اعمال کی تکمیل کروں۔

ام المومنین حبیبہ حبیب رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے پوچھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے۔ فرمایا قرآن مجید ان کا خلق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ درخت پھل سے اور انسان اپنی تعلیم سے پہچانا جاتا ہے۔ تم قرآن مجید سے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شناخت کرو۔

ایک حدیث سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق یہ معلوم ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاہدِ خلق ہیں۔ حکم ماننے والے کو خوش خبری سناتے۔ نافرمانوں کو ڈراتے۔ انجانوں کی پناہ۔ اللہ کے بندے اور رسول سب کام کو اللہ پر چھوڑ دینے والے۔ نہ عادت کے سخت اور نہ بول چال میں کرخت چیخ کر نہیں بولتے۔ بدی کا بدلہ ویسا ہی نہیں دیتے۔ ان کا کام قوم اور مذہب کی کجیوں کو درست کر دینا ہے اور ایک اللہ کی وحدانیت کو قائم کر دینا۔ ان کی تعلیم اندھوں کو آنکھیں اور بہروں کو کان دیتی ہے اور غافل دلوں کے پردے اٹھا دیتی ہے۔ وہ ہر خوبی سے آراستہ، ہر خلق کریم سے ممتاز ہیں۔ سکینہ ان کا

لباس نیکوئی ان کا شعار ہے۔ ان کا ضمیر تقویٰ ہے۔ ان کا کلام حکمت ہے صدق و
وفا ان کی طبیعت ہے۔ عفو و احسان ان کی عادت ہے۔ عدل ان کی سیرت ہے۔
سچائی ان کی شریعت ہے اور ہدایت ان کی رہنما ہے۔ مذہب ان کا اسلام ہے
اور احمد ان کا نام: صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

وہ ضلالت کے بعد ہدایت دینے والے اور جہالت کے بعد علوم سکھانے والے
ہیں۔ گمناموں کو رفعت دینے والے مجہولوں کو نامور کر دینے والے۔ قلت کو کثرت
اور تنگ دستی کو غنا سے بدل دینے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے
افتراق کی بجائے جمعیت بخشی۔ بھٹکے ہوئے دلوں کو الفت عطا فرمائی۔ گوناگوں
خواہشوں اور بکھری ہوئی قوموں کو اتحاد بخشا۔ ان کی امت بہترین امت ہے
ان کا کام لوگوں کو ہدایت کرنا ہے:۔

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صبر و حلم کا بیان

ا۔ طائف والوں نے آپ کو پتھر پر پتھر مار کر زخمی اور بے ہوش کر دیا تھا
فرشتہ نے آکر کہا۔ حکم ہو تو یہ بستی الٹ دوں۔ فرمایا۔ نہیں۔ اگر یہ مسلمان نہیں
ہوتے تو امید ہے کہ ان کی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔ آج دنیا کی تمام بے دین
قوموں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو اپنی زندگی کا دستور العمل
بنایا۔ چنانچہ وہ آنے والی نسل کو راہ راست سے ہٹانے کی حتی کوشش کرتی

ہیں اگر موجودہ مسلمان اس کا عشر عشیر بھی اپنا لیتے تو یوں نوجوان دین سے برگشتہ نہ ہوتے)

۲۔ ایک یہودی کا قرض دینا تھا۔ وعدہ کے دن باقی تھے۔ اس نے راہ چلتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گریبان آکر پکڑ لیا۔ کہ میرا قرض ادا کرو۔ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ یہ گستاخ قتل ہونا چاہیئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ نہیں۔ تم مجھے خوبصورتی سے ادا کرنے کو کہو اور اسے تقاضے کا اچھا ڈھب بتاؤ۔ پھر اسے ہنس کر فرمایا۔ ابھی تو وعدے کے دن باقی ہیں۔

۳۔ ایک گنوار نے پیچھے سے آکر زور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر کھینچی۔ کہ گردن سرخ ہو گئی۔ آپ نے لوٹ کر دیکھا۔ تو وہ بولا۔ میری مدد کرو میں غریب ہوں۔ فرمایا۔ ایک اونٹ جو کا اور ایک کھجور کا لادو۔

ادب اور تواضع

۱۔ لوگوں میں پاؤں پھیلا کر کبھی نہ بیٹھتے۔

۲۔ اپنی تعظیم کے لیے مسلمانوں کو کھڑا ہونے سے منع کیا کرتے۔

۳۔ دستِ مبارک کو اگر کوئی پکڑ لیتا تو آپ اس سے کبھی نہ چھڑاتے۔

۴۔ کسی کی بات نہ کاٹتے۔

۵۔ سوار ہو کر پیدل کو ساتھ نہ لیتے یا اسے سوار کرا لیتے یا واپس کر دیتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خچر پر بلا پالان کے سوار تھے میں مل گیا۔ فرمایا سوار ہو جاؤ۔ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکڑ کر چڑھنے لگا۔ خود تو نہ چڑھ سکا ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو گرا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سوار ہو کر دوبارہ فرمایا میں پھر نہ چڑھ سکا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو گرا دیا۔ تیسری بار آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سوار ہو کر فرمایا سوار ہو جاؤ۔ میں نے کہا۔ مجھ سے تو چڑھا نہیں جاتا آپ کو کہاں تک گراتا جاؤں گا۔

جود و سخاوت

سوالی کو کبھی رد نہ فرماتے۔ زبان پر انکار نہ لاتے۔ اگر کچھ بھی دینے کو نہ ہوتا۔ تو سوالی سے عذر کرتے۔ جیسے کوئی معافی مانگتا ہے۔

۱۔ ایک آدمی نے آکر سوال کیا۔ فرمایا۔ میرے پاس تو ہے نہیں۔ تم بازار سے میرے نام پر قرض لے لو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خدا نے آپ کو یہ تکلیف نہیں دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چپ ہو گئے۔ ایک شخص نے پاس سے کہہ دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا ہی اچھا ہے اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خوش ہو گئے۔

شرم وحیا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پردہ نشین لڑکی سے بڑھ کر حیا تھی۔

۱۔ اپنے کام میں اپنی جان پر تکلیف اٹھا لیتے۔ مگر دوسرے کو شرم کی وجہ سے نہ فرماتے۔

۲۔ کسی کو کوئی کام کرتے دیکھ لیتے۔ جو پسند نہ ہوتا تو اس کا نام لے کر کچھ نہ فرماتے۔ عام طور پر لوگوں کو اس کام سے روک دیا کرتے۔

مہربانی اور محبّت

۱۔ نفلی عبادت چھپ کر کیا کرتے کہ امت پر اتنی عبادت کرنا مشکل نہ بنے۔

۲۔ ہر کام میں آسان صورت کو پسند فرماتے۔

۳۔ فرمایا۔ میرے سامنے کسی کی چغلی نہ کر دیں میں نہیں چاہتا کہ کسی کی طرف سے میری صاف دلی میں فرق آئے۔

۴۔ وعظ و نصیحت کبھی کبھی کیا کرتے تھے تاکہ لوگ اکتا نہ جائیں۔

۵۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ ساری ساری رات اُمّت کے لیے دُعا کیا

کرتے اور زار زار روتے۔

صلہ رحم

۱۔ فرمایا میرے دوست تو ایمان والے ہیں لیکن صلہ رحم سب کے ساتھ ہے۔
۲۔ ایک جنگ میں ایک عورت پکڑی آئی۔ اس نے کہا کہ میں آپ کی دایہ کی بیٹی ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر اپنے ادپر سے اتار کر اس کے لیئے بچھادی۔
۳۔ مکہ والوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور مسلمانوں کو سینکڑوں دکھ رنج دے دے کر وطن سے نکالا تھا۔ بیسیوں بچے مسلمانوں کو شہید کردیا تھا۔ کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہوگیا۔ تو آپ نے سب کو بلا کر فرمادیا کہ تمہارے سب قصور معاف کیے جاتے ہیں۔

عدل و اعتدال

۱۔ جو جھگڑا دو شخصوں میں ہوتا۔ اس میں عدل فرماتے۔ اگر کسی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ معاملہ ہوتا تو رحم فرماتے۔
۲۔ مکہ مکرمہ میں ایک عورت کا نام فاطمہ تھا۔ اس نے چوری کی لوگوں نے اسامہ بن زیدؓ سے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت پیارے تھے۔

سفارش کرائی۔ فرمایا۔ کیا تم تعزیراتِ الٰہی میں سفارش کرتے ہو؟ سنو! اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ایسا کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔

۳۔ اعتدال کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا۔ اس سے ہر بات میں درمیانہ پن کی ہدایت ملتی ہے۔

صدق و امانت

۱۔ جانی دشمن بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائی اور امانت کا اقرار کرتے تھے۔

۲۔ بچپن ہی سے سارا ملک آپ کو صادق (سچا) اور امین (امانت دار) کہہ کر پکارتا تھا۔

۳۔ ایک دن ابوجہل نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں تجھے جھوٹا نہیں سمجھتا لیکن تیرے دین پر میرا دل نہیں جمتا۔

۴۔ جس رات آپ گھر سے مدینہ طیبہ کے لیے نکلے تھے۔ دشمنوں نے اس رات آپ کے شہید کرنے کا سامان پورا بنایا تھا۔ مگر آپ نے اپنے پیارے بھائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لیے مکہ مکرمہ میں پیچھے چھوڑا تھا۔ کہ جو امانتیں لوگوں کی میرے پاس ہیں وہ دے کر آنا۔

زُہد

۱۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا تھی۔ الٰہی! ایک دن بھوکا رہوں

ایک دن کھانے کو ملے۔ بھوک میں تیرے سامنے گڑگڑایا کروں۔ اور یہ کہ تیرا شکر ادا کیا کروں۔

۲۔ امّ المؤمنین حبیبہ حبیب رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کا کنبہ دو دو مہینہ تک پانی اور کھجور پر گذران کرتا۔ چولھے میں آگ تک نہ جلائی جاتی۔

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے گھر میں آپ کا بستر کھجور کے پٹھوں سے بھرا ہوا تھا۔

۴۔ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میرے گھر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر صرف ٹاٹ تھا۔ اسے دو تہہ کرکے بچھا دیا جاتا۔ ایک دن ہم نے چار تہہ کر دیا۔ فرمایا بستر نرم ہو گیا۔ پھر ایسا نہ کرو۔

۵۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری زندگی جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو آخری رات دنیا میں کاٹی۔ اس رات صدیقہ رضی اللہ عنہا نے چراغ کے لیے تیل ایک پڑوسن سے ادھار لیا تھا۔

۷۔ وفات کے بعد آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تھی۔ جو اناج کے بدلے گرو تھی۔

۸۔ آپ جیسا زہد خود فرماتے۔ ایسی ہی نصیحت کنبہ والوں کو فرماتے۔ آپ کی

بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ دکھائے۔ تنور کی آگ سے جھلسے ہوئے۔ چکی پیسنے سے چھالے پڑے ہوئے۔ اور ایک لونڈی مانگی۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کو خوب یاد کرو۔ دنیا کی تکلیفیں کیا ہیں۔

۹۔ دعا فرمایا کرتے۔ الٰہی! آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو صرف اتنا دے جسے پیٹ میں ڈال لیں۔

۱۰۔ زہد کی یہ سب صورتیں اختیاری تھیں۔ لاچاری کچھ نہ تھی۔

عبادت

۱۔ نفلی عبادت میں اتنی دیر کھڑے رہتے کہ پاؤں سوج جاتے۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ آپ تو بخشے ہوئے ہیں پھر اتنی تکلیف کیوں فرماتے ہیں۔ فرمایا۔ کیا میں اب اپنے رب کا شکر ادا نہ کروں۔

۲۔ سجدے میں اتنی اتنی دیر تک پڑے رہتے کہ دیکھنے والے کو انتقال کر جانے کا وہم ہو جاتا۔

۳۔ مناجات کے وقت سینہ مبارک ہنڈیا کی طرح جوش مارتا ہوا معلوم ہوا کرتا۔

۴۔ آیتِ رحمت پڑھ کر دعا کرتے اور آیتِ عذاب پڑھ کر کانپ اٹھتے۔

۵۔ کئی کئی دن کا برابر روزہ رکھا کرتے۔ امت کو ایسے روزہ سے منع فرماتے۔

عام برتاؤ

۱۔ سب سے ہنس مکھ ہو کر ملتے۔

۲۔ یتیموں کو پالتے۔ رانڈوں کی مدد کرتے۔

۳۔ غریبوں مسکینوں کو پیار کرتے۔ ان میں جا کر بیٹھا کرتے۔

۴۔ لونڈی غلام بھی بیمار ہو جاتے۔ تو خود جا کر ان کی خبر لیتے۔

۵۔ کوئی مسلمان مر جاتا اس پر قرض ہوتا۔ تو بیت المال سے اس کا قرض دفن سے پہلے ادا کرتے۔

۶۔ کوئی مخلص فوت ہوتا تو اس کی تجہیز و تکفین میں خود شامل ہوتے۔

۷۔ منافق لوگ سامنے آکر گستاخیاں کیا کرتے۔ دشمنوں کو مدد دیا کرتے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی ان سے مدد نہ لیا کرتے۔

۸۔ ایک دن نجران کے عیسائی آگئے۔ ان کو اجازت دے دی کہ مسجد نبوی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں اپنے طریقہ کی نماز پڑھ لیں۔

۹۔ جنگل میں ایک بکری ذبح کرنے لگے۔ ایک بولا میں ذبح اور صاف کر دوں گا۔ ایک بولا میں گوشت کاٹ دوں گا۔ ایک بولا میں پکا دوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں لکڑیاں لے آؤں گا۔

عرض کی گئی ہم سب خدمت کو حاضر ہیں آپ کیوں تکلیف کریں۔ فرمایا

ہیں سب ہیں نکما نہیں رہنا چاہئے۔

عفو و رحم

۱۔ وحشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مارا۔ ناک کان وغیرہ کاٹے۔ کلیجہ نکالا تھا۔ پھر بھی جب اس نے معافی چاہی تو اسے معاف کر دیا۔

۲۔ ھبار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نیزہ مارا۔ وہ ہودج سے گر گئیں۔ حمل جاتا رہا۔ وہی صدمہ ان کی موت کا آخر کو سبب بنا۔

ھبار نے سامنے آکر معافی مانگی۔ معاف فرما دیا۔

۳۔ ایک دفعہ آپ ایک درخت کے نیچے سو گئے۔ تلوار ٹہنی سے لٹکا دی۔ ایک دشمن آیا۔ تلوار اٹھالی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گستاخی سے جگایا اور پوچھا۔ اب کون تم کو بچائے گا۔ آپ نے فرمایا "اللہ"۔ وہ شخص چکر کھا کر گر پڑا۔ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھالی۔ فرمایا۔ اب تجھے کون بچا سکتا ہے؟ وہ حیران ہو گیا۔ فرمایا جاؤ۔ میں بدلہ نہیں لیا کرتا۔

۴۔ فرمایا جاہلیت کی جن باتوں پر قبیلے لڑا کرتے تھے۔ میں سب کو مٹاتا

ہوں۔ اور سب سے پہلے اپنے خاندان کے خون کا بدلہ چھوڑتا ہوں۔ اور جن لوگوں سے میرے چچا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرض لینا ہے ان کو قرضہ بھی معاف کرتا ہوں ؛

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پاک تعلیم اعتقادات، عبادات، عادات، معاملات، مہلکات، منجیات، ریاضات، اور احسانات کے بارہ میں بحرِ ناپیدا کنار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بزرگی اور اسلام کی برتری اسی تعلیم پر ہے۔ میرا مطلب اس چھوٹی سی کتاب میں اس پاک تعلیم کا نمونہ دکھانا ہے۔

تہذیبِ نفس

اپنے آپ کی درستی

اے دانا وہ ہے جو اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے۔ اور کام وہ کرتا ہے۔

جو مرنے کے بعد کام آئے۔ نادان وہ ہے جو نفس کا کہنا مانتا ہے اور اللہ پر امیدیں باندھتا ہے۔

۲۔ پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہے بلکہ پہلوان وہ ہے جو نفس پر قابو پا لیتا ہے۔

۳۔ قناعت وہ خزانہ ہے جو کبھی خالی نہیں جاتا۔

۴۔ غیر ضروری کا چھوڑ دینا عمدہ دینداری ہے۔

۵۔ مشورہ بھی امانت ہے۔ جھوٹی صلاح دینا خیانت ہے۔

۶۔ شر (بدی یا فساد) کو چھوڑ دینا بھی صدقہ ہے۔

۷۔ حیا سراپا خیر ہے شرم و حیا میں نیکی ہی نیکی ہے۔

۸۔ صحت اور فراغت ایسی نعمتیں ہیں جو ہر ایک کو میسر نہیں۔

۹۔ گزران میں میانہ روی رکھنا نصف روزی ہے۔

۱۰۔ تدبیر جیسی کوئی دانائی نہیں۔

۱۱۔ جو عہد کا پکا نہیں وہ دیندار نہیں۔

۱۲۔ عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔

۱۳۔ مرد کی خوبصورتی اس کی فصاحت ہے۔

۱۴۔ جہالت سے بڑھ کر کوئی تنگی نہیں۔

۱۵۔ جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں۔

۱۶۔ اچھے خلق کے برابر محبت کی کوئی تدبیر نہیں۔

۱۷۔ تواضع سے درجہ بلند ہوتا ہے۔

۱۸۔ خیرات سے مال میں کمی نہیں آتی۔

۱۹۔ اپنے بھائی کو طعنہ نہ دو ایسا نہ ہو کہ تم بھی اسی حال میں پھنس جاؤ۔

۲۰۔ جس طرح سرکہ سے شہد خراب ہوتا ہے۔ اسی طرح بدخلقی سے ساری خوبیاں جاتی رہتی ہیں۔

ماں باپ کی اطاعت

۱۔ خدا کی خوشی باپ کی خوشی میں ہے اور خدا کا غضب باپ کے غضب میں ہے۔

۲۔ سب عملوں سے بہتر نماز کا وقت پر پڑھنا ہے۔ پھر ماں باپ کی اطاعت۔

۳۔ سب گناہوں سے بڑھ کر گناہ شرک اور ماں باپ کی نافرمانی ہے پھر جھوٹی گواہی اور جھوٹ بنانا۔

رشتہ داروں سے برتاؤ

رحم (قرابت) رحمٰن سے نکلا ہے۔ جو قرابت کو قائم رکھتا ہے۔ اللہ

اسے ملاتا ہے۔ جو اسے چھوڑتا ہے اللہ اس شخص کو چھوڑتا ہے۔

لڑکیوں کا پالنا

۱۔ اگر کسی کے دو یا تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ان کی اچھی تربیت کرے وہ بہشتی ہے (خواہ ایک ہو)

۲۔ لڑکیوں کی پرورش ایک امتحان ہے۔ جو اس میں پورا اترا وہ دوزخ سے بچا رہے گا۔

یتیموں کا پالنا

یتیم کی پرورش کرنے والا بہشت میں میرے (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) ساتھ یوں رہے گا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں۔

بادشاہ وقت کی اطاعت

۱۔ بادشاہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے۔

۲۔ حبشی غلام بھی حاکم ہو جائے تو اس کی اطاعت (نیکی میں) تم پر فرض ہے۔

۳۔ سلطنت کفر سے نہیں جاتی بلکہ ظلم سے جاتی ہے۔

رحم دلی

جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہ کیا جائے گا۔

بھیک مانگنے کی بُرائی

۱۔ جو کوئی لوگوں سے بھیک مانگتا ہے وہ اپنے لیے آگ اکٹھی کر رہا ہے۔ اب بہت اکٹھی کر لے یا تھوڑی۔

۲۔ سب سے برا آدمی وہ ہے جو خدا واسطے کہہ کر مانگتا ہے اور پھر بھی اسے نہیں ملتا۔ دیکھو اللہ کا واسطہ دے کر لوگوں سے مت مانگو۔ اللہ ہی سے مانگو۔

باہمی برتاؤ

۱۔ جو چھوٹوں پر رحم اور بزرگوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔

۲۔ تم اہلِ زمین پر مہربانی کرو۔ خدا آسمان پر مہربان ہوگا۔

۳۔ ایک مومن دوسرے کا گویا آئینہ ہے۔ اگر کسی بھائی میں کوئی نقص دیکھو تو اسے بتا دو۔

۴۔ آپس کی محبت اور ہمدردی میں دیوار سے مثال سیکھو جس کی ایک

اینٹ دوسری کو مضبوط بناتی ہے۔

۵۔ ہنس کر ملنا، نیک بات بتا دینا، بری بات سے ہٹا دینا، بھولے بھٹکے کو راستہ بتا دینا، تھوڑی نظر والے کو راستہ بتانا، راستہ میں سے کانٹے، پتھر، ہڈی ہٹا دینا، کسی کو پانی کا ڈول نکال دینا۔ یہ سب کام صدقہ جیسے ہیں۔

۶۔ سلام کرنا (غریبوں کو) کھانا کھلانا، رات کو چھپ کر نماز پڑھنا اسلام کی اچھی نشانیاں ہیں۔

۷۔ جس کا خُلق اچھا ہے قیامت کے دن وہی مجھے پیارا اور میرے پاس ہوگا جس کا خُلق برا ہے میں اس سے بیزار اور دور رہوں گا۔ جو لوگ بے ہودہ بکتے، گپیں لگاتے، تکبر کرتے ہیں میں ان سے بیزار ہوں۔

۸۔ اچھی حالت میں رہنے کا نام تکبر نہیں۔ لوگوں کو حقیر جاننا، سچائی کو رد کر دینے کا نام تکبر ہے۔

۹۔ سب سے محبت رکھو۔ آدھی عقل اسی میں ہے۔

۱۰۔ یہ مت کہو کہ اگر لوگ ہم سے اچھا برتاؤ کریں گے تو ہم بھی اچھا برتاؤ کریں گے۔ اور اگر وہ ظلم کریں گے۔ تو ہم بھی ظلم کریں گے۔ بلکہ ایسی عادت بناؤ کہ اگر لوگ تم سے اچھا برتاؤ کریں تو تم ان سے احسان کرو۔ اور اگر وہ تم سے برائی کریں تو تم ان پر ظلم نہ کرو۔

علم کی بزرگی

۱۔ جو کوئی علم کی تلاش میں چلتا ہے۔ اسے بہشت کی راہ آسان ہو جاتی ہے۔

۲۔ تم جب تک علم کی تلاش میں ہو۔ راہ خدا میں ہو۔

۳۔ علم کی تلاش پچھلے گناہوں کا کفارہ ہے۔

۴۔ تحقیقات کا شوق آدھا علم ہے۔

۵۔ عبادت کی بزرگی سے علم کی بزرگی بہتر ہے۔

۶۔ حکمت و دانائی کو اپنی گم شدہ چیز سمجھو۔ جہاں مل جائے لے لو۔

۷۔ جو کوئی علم کو چھپاتا ہے اسے آگ کی لگام دی جائے گی۔

۸۔ جہاں علم اور حلم اکٹھے ہوں۔ ان سے بہتر کوئی دو چیزیں کہیں ایک جگہ اکٹھی نہ ملیں گی۔

۹۔ عالم کو دوسرے لوگوں پر ایسے فضیلت ہے جیسے چاند کو دوسرے ستاروں پر۔

۱۰۔ رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ دعا کریں: " اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔

لونڈی غلام اور خادم سے سلوک

۱۔ لونڈی، غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارا ماتحت بنادیا ہے جس کے پاس لونڈی یا غلام ہو۔ وہ برابر کا کھلائے۔ برابر کا پہنائے۔ طاقت سے بڑھ کر ان سے کام نہ لے مشکل کام میں آپ اس کی مدد کرے۔

۲۔ لونڈی یا غلام کو آزاد کرنا۔ اپنے آپ کو دوزخ سے چھڑا لینا ہے۔

۳۔ ایک نے پوچھا۔ خدمتگار کو کہاں تک معاف کیا جائے آپ نے فرمایا۔ دن میں ستّر دفعہ۔

۴۔ آخری وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ لونڈی غلام سے اچھا سلوک کرو اور نماز پابندی سے ادا کرو۔

غیر مسلموں کی نظر میں

ڈاکٹر طورپیس

مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوبی اسلوب کے اعتبار سے یہ کتاب (قرآن) تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت کے آگے سارے جہان کے بڑے بڑے انشا پرداز شاعر سر جھکاتے ہیں۔ روم کے عیسائیوں کو جو کہ ضلالت کی خندق میں گر پڑے تھے کوئی چیز نہیں نکال سکتی تھی بجز اس آواز کے جو غار حرا سے نکلی۔

پروفیسر اڈوارمونتے

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مذہب تمام کا تمام ایسے اصولوں کا مجموعہ ہے جو معقولیت کے امور مسلمہ پر مبنی ہے۔ اور یہ وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید ایسی پاکیزگی اور جلال و جبروت اور کمال تیقن کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ کہ اسلام کے سوا اور کسی مذہب میں اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔

(اشاعت مذہب عیسوی اور اس کے مخالف مسلمان صفحہ ۱۷-۱۸ مطبوعہ پیرس ۱۸۹۰ء)

ریورنڈ آر بکسورتھ کنگ

اسلام کی آسمانی کتاب قرآن ہے۔ اس میں نہ صرف مذہب اسلام کے

اصول و قوانین درج ہیں۔ بلکہ اخلاق کی تعلیم روزمرہ کے متعلق ہدایات اور قانون ہے۔ اکثر کہا جاتا ہے کہ قرآن محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی تصنیف ہے اور سب توراۃ اور انجیل سے لیا گیا ہے۔ مگر میرا ایمان ہے کہ اگر الہامی دنیا میں الہام کوئی شئے ہے۔ اور الہام کا وجود ممکن ہے تو قرآن شریف ضرور الہامی کتاب ہے۔ بلحاظ اصول اسلام مسلمانوں کو عیسائیوں پر فوقیت ہے۔

موسیو ادجبین کلاقل

قرآن مذہبی قواعد و احکام ہی کا مجموعہ نہیں۔ بلکہ وہ ایک عظیم الشان ملکی اور تمدنی نظام پیش کرتا ہے۔

کونٹ ہنری دی کاسٹری

عقل بالکل حیرت زدہ ہے کہ اس قسم کا کلام اس شخص کی زبان سے کیوں کر ادا ہوا۔ جو بالکل امّی ہے۔ تمام مشرق نے اقرار کیا کہ وہ ایسا کلام ہے کہ نوع انسانی لفظاً و معناً ہر لحاظ سے اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قرآن کو اپنی رسالت کی دلیل کے طور پر ایسے جو تا حال ایک ایسا معجزہ بالشان سا نہ چلا آتا ہے کہ اس طلسم کو توڑنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔

ڈاکٹر گبن

قرآن کی نسبت بحر اٹلانٹک سے لے کر دریائے گنگا تک نے مان لیا ہے کہ وہ شریعت ہے اور ایسے دانش مندانہ اصول اور عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی کہ سارے جہان میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

(انحطاط و زوال سلطنت روما جلد ۵ باب ۵۰)

مسٹر مارماڈیوک پکتھال

وہ قوانین جو قرآن میں درج ہیں اور جو پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سکھائے وہی اخلاقی قوانین کا کام دے سکتے ہیں اور اس کتاب کی سی کوئی اور کتاب صفحۂ عالم پر موجود نہیں ہے

الکس لوازون

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جو فصیح و بلیغ شریعت کا دستور العمل دنیا کے سامنے پیش کیا۔ یہ وہ مقدس کتاب ہے جو اس وقت تمام دنیا کے ہر حصہ میں معتبر اور مسلم سمجھی جاتی ہے۔ جدید علمی انکشافات ہیں جن کو ہم نے بزور علم حاصل کیا ہے یا ہنوز وہ زیر تحقیق ہیں وہ تمام علوم اسلام نے قرآن میں

سب کچھ پہلے ہی سے پوری طرح موجود ہیں۔ (الالف آف محمد)

موسیو سیدلو

اسلام بے شمار خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ اسلام کو جو لوگ وحشیانہ مذہب کہتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ ہم بزور دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن میں تمام آداب و اصول حکمت و فلسفہ موجود ہیں۔

(خلاصہ تاریخ عرب صفحہ ۵۹-۶۳-۶۴)

موسیو گاسٹن کار

نامور فرنچ مستشرق کے مضمون کا ترجمہ اسی زبان کے مشہور اخبار "البلاغ" ۳ صفر ۱۳۳۰ھ نے شائع کیا ہے۔ لکھتے ہیں: اسلام حقیقت میں ایک طرح کا اجتماعی مذہب ہے جس کو دنیا کی ۱/۴ حصہ آبادی نے حق تسلیم کر لیا ہے۔ اس عاقلانہ مذہب کے قانون (قرآن) میں وہ تمام فوائد و مصالح موجود ہیں جن سے زمانہ حال کا تمدن بنا ہے۔ اسلام ہی نے دنیا کی عمرانی ترقی کے لیے بہترین ذرائع یورپ کو بہم پہنچائے اگرچہ کوئی ہم میں سے اعتراف نہ کرے مگر امر واقعہ یہی ہے۔ اور یہ خود ہی سوال کرتا ہے کہ "روئے زمین سے اگر اسلام مٹ گیا مسلمانیت و نابود ہو گئے۔ قرآن کی حکومت ہٹ

رہی۔ تو کیا دنیا میں امن قائم رہ سکے گا" پھر خود ہی جواب دیتا ہے "ہرگز نہیں"۔

نامور جرمن فاضل

مشہور مستشرق جو ایکروی ٹوبلف جرمنی کے رسالہ "دی ہالف" بابت ۱۹۱۳ء میں اسلام اور حفظ صحت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کو حفظ صحت کے اعتبار سے ساری دنیا کی آسمانی کتابوں میں خاص امتیاز حاصل ہے۔ اسلام نے صفائی، طہارت اور پاکبازی کے صاف و صریح ہدایات نافذ کر کے جراثیم ہلاکت کو مہلک صدمہ پہنچایا ہے۔

محقق عمانوئیل ڈی آش (اطالوی)

کوارٹرلی ریویو جلد ۱۲۷ نمبر ۲۵۴ میں زیر عنوان "اسلام" تحریر فرماتے ہیں "یہی عرب لوگ (قرآن کی مدد سے) یورپ کو انسانیت کی روشنی دکھانے آئے جنہوں نے یونان کی مردہ عقل اور علم کو زندہ کیا۔ اور مغرب و مشرق کو فلسفہ، طب، ہیئت اور دلچسپ فن سکھانے کے لیے آئے اور علوم جدیدہ کے بانی ہوئے۔

پروفیسر ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ

اپنی کتاب "پریچنگ آف اسلام" صفحہ ۳۷۹ و ۳۸۱ میں لکھتے ہیں :

مدارس میں قرآن کی تعلیم دی جائے تو کچھ کم ترقی کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ افریقہ کو ایک یہ بھی فائدہ ہوا کہ مجلس نے اپنی رائے سے حکومت کرنے کے انتظام سلطنت کے لیے ایک ضابطہ اور دستور العمل مل گیا۔ مسلمانوں کی تا ثیر اور بطرز اسلام سے افریقہ کے ملک میں اتنے بڑے بڑے شہر قائم ہو گئے۔ کہ یورپ کو اولاً ان باتوں کا یقین نہ آیا۔

مسٹر ایچ۔ ایس لیڈر

بعنوان "عربوں کا احسان تمدن پر" اور نیشنل سرکل لندن میں فرماتے ہیں:

کہ قرآن و حدیث کی تعلیم دینی و دنیوی ترقیوں کا سرچشمہ ہے۔ عرب بحیثیت فاتح قوم، امن و ترقی بخش قوم کی شان اختیار کرنے لگے۔ تو اس کے لیے قرآن و حدیث کی جانب رجوع کرنا ہوگا۔

مسٹر اے۔ ڈی مارپل

نے ۱۹۱۲ء میں رائل سوسائٹی آف آرٹس میں ایک لیکچر "شمالی نائیجیریا" پر دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ قرآن نے نظامِ تہذیب و تمدن پیدا کیا۔ شائستگی کی روح پھونکی۔ سول گورنمنٹ کا نظام اور حدود عدالت کے قیام میں اسلام، بڑا معاون ثابت ہوا ہے۔ جہاں بھی تک اسلام کی روشنی نہیں پہنچی۔ لوگوں

کے فائدے کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ حکومت برطانیہ اس (اسلام) کو قائم رکھ کر اس کو مضبوط اور طاقتور بنانے کی کوشش کرے۔

جان جاک ڈیلک

مشہور جرمن فلاسفر جس نے مقامات حریری، تاریخ ابوالفدا اور سبعہ معلقہ عربی تصانیف کا لاطینی میں ترجمہ کیا ہے اور ان پر حواشی لکھے ہیں۔ لکھتا ہے کہ "تھوڑی عربی جاننے والے قرآن کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ اگر وہ خوش نصیبی سے کبھی آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی معجز نما قوت بیان سے تشریح سنتے تو یقیناً یہ شخص بے ساختہ سجدہ میں گر پڑتے۔ اور سب سے پہلی آواز ان کے منہ سے یہ نکلتی کہ پیارے نبی! پیارے رسول خدا ہمارا ہاتھ پکڑ لیجیے اور ہمیں اپنے پیروؤں میں شامل کر کے عزت اور شرف دینے میں دریغ نہ فرمائیے۔

لندن کا مشہور ہفتہ وار "نیرالیسٹ"

۱۳ اپریل ۱۹۲۲ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

قرآن کی حسن و خوبی سے جن کو انکار ہے۔ وہ عقل و دانش سے بیگانہ ہے۔

ایک عیسائی فاضل

داؤد آفندی محاعص نے بیروت کے مسیحی اخبار "الوطن" ۱۹۱۱ء میں "دنیا کا سب سے بڑا ہیرو کون ہے" پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے :

جب کوئی مسلمان قرآن و حدیث کا یکسوئی سے مطالعہ کرے یا اس پر تدبّر کی نظر ڈالے۔ تو ان میں دین و دنیا کے فلاح و بہبودی کے تمام اسباب پائے گا۔

مشہور مسیحی پادری

ڈین و سینٹلی نے "مشرقی کلیسا" کے صفحہ ۲۷۹ پر لکھا ہے :

"قرآن کا قانون بے شبہ بائبل کے قانون سے زیادہ مؤثر ثابت ہوا ہے۔"

مسٹر رچرڈ وس

نے قانون انسداد غلامی انڈیا کونسل میں پیش کرتے وقت ۱۸۱۰ء میں فرمایا غلامی کی مکروہ رسم کے اٹھانے کے لیے بہ ضروری ہے کہ ہندو فنا منتر کو قرآن سے بدل دیا جائے۔

کرنل انگرسال

امریکہ کے ایک مشہور دہریہ ہیں جن کو اسلام اور عیسائیت تو کجا دنیا کے کسی مذہب سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے اس فہرست میں ان کو خاص طور پر شریک کیا جاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"ہند سے کا رواج، الجبرا، علم المثلثات کے گر، علم پیمائش، ستاروں کے نقشے، زمین کا حجم، اتوجاج طریق شمس، سال کی صحیح مدت، آلات ہیئت وغیرہ، مختلف قسم کے کلاک، علم الکیمیا، علم المائعات، علم المناظر وغیرہ جنہوں نے اس قدر ایجادات و اختراعات کیں، اور علوم و فنون کو اسی قدر نشوونما دی۔ وہ عیسائی نہ تھے۔ ہم کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ موجودہ سائنس کا سنگ بنیاد پیروان اسلام ہی کو رکھنے کا فخر حاصل ہے۔ جو کسی مفید کام کے لیے عیسائیت یا کلیسا کے منت پذیر نہیں ہیں۔"

ہسٹری آف دی مورش امپائر ان یورپ

کے مصنف اور مشہور مستشرق جناب ایس۔ پی اسکاٹ لکھتے ہیں:

"ہم کو اس غیر معمولی مذہب (اسلام) کی سرعت، ترقی اور اس کے دوامی اثرات کی قدر کریں کہ جو ہر جگہ امن و امان، دولت، حشمت، فرح و سرور

اپنے ساتھ لے گیا"

مشہور فرانسیسی مورخ والٹیر

تہذیب اسلام پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"پادریو! راہبو!! اور مجاورو!!! اگر تم کو ماہ جولائی میں جبکہ رمضان المبارک کا مہینہ اس مہینہ میں آئے ۴ بجے صبح سے ۱۰ بجے شب تک آب پر کھانے پینے کی ممانعت کا قانون عائد کر دیا جائے۔ کسی قسم کی جوا بازی ہر سبب سے منع کر دیا جائے۔ شراب حرام کر دی جائے۔ تپتے ہوئے صحراؤں سے گزر کر حج کو جانے کے لیے کہا جائے۔ اپنی آمدنی کا ½ ۲ فی صد حصہ محتاجوں میں تقسیم کر دیں۔ اگر آپ ۱۸ عورتوں کی رفاقت کا لطف اٹھاتے ہوں اور ان میں سے ۱۴ ایک لخت کم کر دی جائیں۔ تو کیا آپ ایمانداری سے یہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہیں کہ ایسا مذہب عیش پرستانہ ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ وہ لوگ جاہل اور ضعیف العقل ہیں جو مذہب اسلام پر اتہامات والزام عائد کرتے ہیں۔

بلبل ہند مسز سروجنی نائیڈو

ان سے کون ناواقف ہے۔ مسجد ووکنگ میں جماعت مسلمین کے سدر

۲۸ ر دسمبر ۱۹۱۹ء میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

"قرآن کریم غیر مسلموں سے رواداری کا برتاؤ سکھاتا ہے۔ دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب کم و بیش ایثار علی النفس کی تعلیم دیتے ہیں مگر اسلام اس باب میں سب سے آگے ہے۔ بنی نوع انسان کی خدمت تعلیم اسلام کا سرمایہ ناز ہے۔ اسی لیے اسلام نے تمام عالمگیر اخوت کا اصول دنیا کے روبرو پیش کیا ہے۔ دنیا اس اصول کی پیروی کرنے سے خوشحال ہو سکتی ہے"۔

(اسلامک ریویو جنوری ۱۹۲۰ء)

مہاتما گاندھی

اپنے مضمون میں جو "خدا ایک ہے" کے موضوع سے آپ ہی کے اخبار "ینگ انڈیا" میں شائع ہوا۔ فرماتے ہیں کہ مجھے قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کرنے میں ذرہ برابر تامل نہیں ہے۔ ہندو مسلم اتحاد اور موپلوں کے بلوہ پر گاندھی جی نے ایک مضمون اپنے اخبار میں لکھا۔ کہ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تمام زندگی کے واقعات، مذہب میں کسی سختی کو روا رکھنے کی مخالفت سے لبریز ہیں۔ جہاں تک مجھ کو علم ہے کسی مسلمان نے آج تک زبردستی مسلمان بنانے کو پسند نہیں کیا۔ اسلام اگر اپنی اشاعت کے لیے قوت اور زبردستی کو استعمال کرے گا تو تمام دنیا کا مذہب باقی

نہ رہ جائے گا۔ یہ ہے وہ اسلام۔

ف: آج کل جو لوگ محض عناد سا نزھی تقلید اور زعم باطل کی وجہ سے انصاف سے ہٹ کر مقدس برگزیدہ اسلام پہ جا بیجا الزام تراشتے ہیں ان کو چاہیئے کہ میدانِ علم میں آنکھ کھولیں اور دیکھیں کہ مشاہیرِ عالم کے آرار کیا ہیں۔

"قرآن مجید کے معجزانہ کلام نے میرا دل جیت لیا"

میں کئی سال تک فرانس میں رہا۔ اور اپنے ملنے والوں سے ایک فرنچ ڈاکٹر کی تعریف و توصیف سنتے سنتے اکتا گیا۔ کوئی کہتا تھا۔ ڈاکٹر فرشتہ ہے۔ کوئی کہتا ڈاکٹر سچائی کی مورت ہے۔ کوئی کہتا تھا ڈاکٹر کی انسانیت اپنا جواب نہیں رکھتی۔ شرافت، راست بازی، روشن خیالی، عالی ظرفی، اخلاص مندی، کریم النفسی، مہمان نوازی غرضیکہ کوئی بھی انسانی وصف ایسا نہ تھا جس سے میرے ملاقاتی اسے نسبت نہ دیتے ہوں میں نے سمجھا کہ بیماروں پر اس کی شفقت عام ہو گی۔ مگر تعجب یہ ہے کہ بیماروں سے بڑھ کر تندرست اس کی مداحی کے مرض کا شکار تھے۔

ڈاکٹر کی ہر دلعزیزی

ڈاکٹر کا نام عز بلیہ تھا۔ یہ فرانسیسی پارلیمنٹ کا ممبر بھی تھا۔ یہ اس کی
ہر دلعزیزی کا دوسرا ثبوت ہے۔ اس لیے کہ آزاد ممالک میں پارلیمنٹ کی ممبری
اور قوم کی ترجمانی ایک ایسا اعزاز ہے۔ جو وہاں ممتاز اور منتخب اشخاص ہی
کو حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے متعلق لوگوں نے بیان کیا کہ ڈاکٹر کی نیکدلی
اور صفائ باطنی اس اعزاز سے اسی قدر زیادہ بلند ہے جس قدر زمین سے آسمان۔
وہ حمایتِ حق اور خدمتِ خلق کے خیال سے پارلیمنٹ میں داخل ہوا تھا۔ لیکن
اس نے وہاں دیکھا کہ وہاں تمام لوگ عدل و انصاف کی بے حرمتی کر رہے ہیں۔
حق و صدق ذبح کیا جا رہا ہے۔ غریب کا گوشت بک رہا ہے۔ مظلوموں کا خون
ارزاں ہے۔ امن و آزادی کے نام سے غلامی اور فساد کے کھیت بوئے جا رہے
ہیں۔ انسانیت پارلیمنٹ ہال میں حق و عدل کی موت پر ماتم کر رہی ہے۔
لیکن کوئی نہیں جو اس کی فریاد و زاری پر رحم کھائے۔ نیک دل ڈاکٹر یہ بات
دیکھ کر مبہوت رہ گیا۔ وہ پارلیمنٹ کو ترقی عقل اور آزادی فکر کی بہشت
سمجھ کر داخل ہوا تھا لیکن یہ دیکھ کر کہ یہاں خوشگوار اور دلفریب تقریروں
کے پردوں میں جنگ و جدل نفرت و فساد اور حرص و ہوا کے جہنم بھڑک
رہے ہیں۔ وہ نہایت ہی بے صبری کے ساتھ اپنی کرسی سے اٹھا۔ اس نے پارلیمنٹ

کی عظمت کی پروا نہ کی۔ اس نے ان تمام چیزوں کو اور ساتھ ہی اپنے حال کی عزت کو اور مستقبل کی شہرت کو بے پروائی سے الگ پھینک دیا اور پارلیمنٹ سے کنارہ کش ہو گیا۔ صرف پارلیمنٹ سے نہیں بلکہ پیرس سے بھی کنارہ کش ہو گیا۔ اور رونق و عزت کے اس جہنم سے قطع تعلق کر کے فرانس کے ایک چھوٹے سے پُر سکون گاؤں میں اقامت اختیار کر لی اور خلقِ خدا کی خدمت میں مصروف ہو گیا۔

محمود بے مصری نے فرمایا

جب مجھے ان حالات کا علم ہوا اور ساتھ ہی یہ معلوم ہوا کہ فرانس کا یہ عظیم الشان انسان اسلام قبول کر چکا ہے۔ تو میں نے آرزو کی کہ اس یگانۂ روزگار ڈاکٹر سے ضرور ملنا چاہیئے اور کم سے کم قبولِ اسلام کا سبب دریافت کرنا چاہیئے۔

جوشِ ملاقات نے میرے قدموں کو حرکت دی میں پیرس سے نکلا۔ اور "ال لبنتی" کا رخ کیا۔ جہاں یہ ممتاز ترین انسان عزلت گزین تھا۔ میں بستی میں داخل ہوا۔ اور ڈاکٹر غرینیہ کے متعلق لوگوں سے دریافت کرنے لگا۔ میں جس شخص سے ڈاکٹر کے متعلق پوچھتا وہ ادب سے جھک جاتا۔ اور نہایت ہی پُر مسرت اور گرم جوشی سے میرے سوالات کا جواب دیتا۔ شہر کے تمام باشندے ڈاکٹر کے مداح تھے مجھے معلوم ہوا کہ شہر کی تمام آبادی کو ڈاکٹر کی احسان مندیوں نے جھکا دیا ہے۔ شہر میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس سے ڈاکٹر نے عزت، شرافت اور مروّت کا سلوک نہ کیا ہو۔ وہ بچوں کے لیے سراپا محبت و شفقت، فقیروں اور

غریبوں کے لیے عزت و مسرت کا پیغام تھا۔ یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کے لیے حفاظت کا سرمایہ تھا۔ اگرچہ شہر کی دیواروں پر اس کے نام کے اشتہار چسپاں نہ تھے لیکن میں نے دیکھا کہ ہر پیشانی پر اس کی عزت کا سائن بورڈ آویزاں ہے۔ اور خلق خدا کے قلوب کو اس کے خلوص و احسان کی گراں باریوں نے کمان کی طرح جھکا رکھا ہے۔

میں بہت جلد ڈاکٹر کے پاس پہنچا۔ اس کی پیشانی پر محبت اور خوش اخلاقی کے معصوم ستارے چمک رہے تھے۔ وہ مجھے بڑی گرم جوشی سے ملا۔ ایسی گرم جوشی سے جس سے اخوت اسلامیہ کا نام زندہ ہے۔ وہ اپنے کام سے فارغ ہو چکا۔ تو میں نے پوچھا:

ڈاکٹر صاحب! آپ کے مشرف بہ اسلام ہونے کے اسباب کیا ہیں؟

ڈاکٹر عزیز نے جواب دیا "قرآن پاک کی صرف ایک آیت"۔ یہ کہا اور خاموش ہو گیا۔

تو کیا آپ نے کسی مسلمان عالم سے قرآن پڑھا۔ اور اس کی ایک آیت نے آپ پر اثر کیا؟ میں نے پوچھا۔

نہیں میں نے کسی مسلمان سے اب تک ملاقات نہیں کی۔ ڈاکٹر نے جواب دیا۔

پھر قرآن کی کوئی تفسیر پڑھی؟ میں نے سوال کیا۔

تفسیر بھی نہیں پڑھی۔ ڈاکٹر نے جواب دیا۔

تو پھر یہ واقعہ کیوں کر گزرا۔

"ڈاکٹر نے جواب دیا" میری جوانی سمندروں میں گزری ہے مجھے سمندر کے نظاروں اور بحری سفروں کا اس قدر شوق دامن گیر تھا کہ گویا میں ایک آبی مخلوق ہوں میں اپنے رات اور دن پانی اور آسمان کے درمیان بسر کرتا تھا۔ اور اس قدر مسرور تھا کہ گویا میری زندگی کا مقصد ہی یہ ہے انہی ایام میں قرآن پاک کے فرانسیسی ترجمہ کا ایک نسخہ جو موسیو سافاری کے قلم سے تھا مجھے دستیاب ہوا میں نے اسے کھولا۔ تو سورۂ نور کی ایک آیت میرے سامنے تھی جس میں ایک سمندری تلاطم کی کیفیت بیان کی گئی تھی میں نے اسی آیت کو نہایت ہی دلچسپی سے پڑھا۔ اس آیت میں کسی گمراہ شخص کی حالت کے متعلق ایک نہایت ہی عجیب تمثیل بیان کی گئی تھی۔ آیت میں لکھا تھا کہ گمراہ شخص حالت انکار میں اس طرح دیوانہ وار ہاتھ پاؤں مارتا ہے جیسے ایک شخص اندھیری رات میں جبکہ بادل بھی چھائے ہوئے ہوں سمندر کی لہروں کے نیچے ہاتھ پاؤں مارتا ہو۔

ڈاکٹر غرنیبر نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا کہ اس کا دل تمثیل کی عزت سے لبریز تھا۔ اور اس کے انداز بیان سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کے نزدیک اس تمثیل کی عمدگی اور دل نشینی صداقت اسلام کی ایک بہت ہی کافی دلیل ہے لیکن

ڈاکٹر کے بیان سے میرا دل مطمئن نہ تھا۔ میں نے پوچھا ڈاکٹر صاحب اس کے بعد کیا واقعہ پیش آیا۔ ڈاکٹر نے جواب دیا۔ آیت یہ تھی: "ان کی مثال بڑے گہرے سمندر کے اندرونی اندھیروں کی سی ہے۔ اس طرح کہ سمندر کو لہر نے ڈھانپا ہے۔ لہر کے اوپر لہر ہے۔ اس کے اوپر بادل ہے۔ یعنی اندھیرے پر اندھیرا۔ اس حال میں ایک شخص نہ دریا میں اپنا ہاتھ نکالے تو توقع نہیں کہ اس کو دیکھ لے جس کو خدا نور نہ دے اس کے لیے کوئی روشنی نہیں۔"

جب میں نے یہ آیت پڑھی تو میرا دل تمثیل کی عمدگی اور انداز بیان کی واقعیت سے بے حد متاثر ہوا اور میں نے خیال کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ضرور ایسے شخص ہوں گے جن کے رات اور دن میری طرح سمندر میں گزرے ہوں گے لیکن اس خیال کے باوجود بھی مجھے حیرت تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس کمال کا اعتراف تھا۔ کہ انہوں نے گمراہیوں کی آوارگی اور ان کی جدوجہد کی بے حاصلی کو کیسے مختصر الفاظ میں بیان کیا ہے۔ گویا کہ وہ خود رات کی سیاہی، بادلوں کی تاریکی اور موجوں کے طوفان میں ایک جہاز پر کھڑے ہیں۔ اور ایک ڈوبتے ہوئے شخص کی بے حواسی کو دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سمندری خطرات کا کوئی بڑے سے بڑا ماہر بھی اس طرح گنتی کے لفظوں میں ایسی جامعیت کے ساتھ دریا کی صحیح کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔

لیکن اس کے تھوڑا ہی عرصہ بعد مجھے معلوم ہوا کہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) محض اُمّی تھے۔ انہوں نے زندگی بھر کبھی سمندر کا سفر نہیں کیا۔ اس انکشاف کے بعد میرا دل روشن ہو گیا۔ میں نے سمجھا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی آواز نہیں۔ بلکہ اس خدا کی آواز ہے۔ جو رات کی تاریکی میں ہر ڈوبنے والے کی بے حاصلی کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ میں نے قرآن کو ایک ہاتھ میں لیا اور ان آیتوں پر بڑی احتیاط سے غور کرنے لگا اور چند دنوں میں مسلمان ہو گیا۔

قرآن مجید

ہمارے سید و مولا نبی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حالات اگر کوئی فاضل مبسوط و مشرح لکھے تو ضرور ہے کہ وہ علوم قرآن سے بھی بحث کرے۔ لیکن اگر کوئی شخص میری طرح مختصر اور سادہ لکھ رہا ہو تو اسے بھی لازم ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم کا نمونہ پیش کر دے۔ گو اسرار و حکم اور خصوصیات قرآن پاک کے مباحث کو وہ چھوڑ ہی دے۔ کیونکہ جس سیرۃ نبویہ کے ساتھ قرآن مجید کا نمونہ نہیں دکھایا جاتا۔ وہ کتاب بیحد ناممکل ہے۔

امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے دریافت کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اخلاق کیسے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ قرآن ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خُلق ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید کا ہر لفظ رب العالمین کا کلام ہے لیکن اہل عالم کو اس کلام ربانی سے روشناس و ماہر نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی نے کرایا ہے۔

یہ پاک کلام تئیس ۲۳ سال کی مدت میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔ یہ انہی الفاظ میں دنیا میں مشہور و محفوظ، زبانوں پر جاری، دلوں پر قابض اور دماغوں پر حاوی ہے۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھ کر سنائے تھے۔

یہ کلام پاک دنیا کے ہر طبقہ پر موجود ہے۔ دنیا کے ہر حصہ پر کروڑوں اشخاص ہر روز پانچ دفعہ اس کے مختلف حصوں کو ضرور پڑھ لیتے ہیں۔

جب سے اس کا نزول ہوا اس کا ظہور ترقی پذیر رہا ہے۔ اس وقت سے لے کر جب اسے اکیلی خدیجۃ الکبریٰ (ام المومنین) رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنا لحظہ بہ لحظہ روز بروز اس کے ماننے والوں کی تعداد ترقی پذیر رہی ہے۔ کوئی ملک، کوئی موسم، کوئی رسم و رواج، کسی جگہ کے ماننے والے یا انکار کرنے والوں کے موافق یا ناموافق حالات اس کی ترقی کے لیے روک نہیں بن سکتے۔

مختلف ملکوں اور مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے غلط کیے گئے ہیں کی سچی صداقت تعلیم پر غلط حاشیے چڑھائے گئے لیکن کوئی تدبیر بھی اس کی اشاعت کو نہ روک سکی۔ اور اس کی وسعت پذیر ترقی کو محدود نہ کر سکی۔ یہ جس زبان میں پہلے پہل جلوہ گر ہوا۔ اسی میں اب تک نور گستر ہے۔ اور ایک عالم اس کی روشنی سے منور ہے لیکن دنیا کی اور تمام مقدس کتابیں کیا توراۃ و زبور، کیا انجیل اور اس کے خطوط۔ کیا وید کیا ژند دیا ژند اس وصف

سے عاری ہیں جس زبان میں وہ اتری تھی۔ آج دنیا پر اس زبان کا اور اس زبان کے بولنے والوں کا نام ونشان بھی باقی نہیں۔ قرآن مجید ان سب اعتراضوں کو جو قرآن کے زمانہ نزول میں کیے گئے یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو الزام لگائے گئے۔ خود بیان کرتا ہے۔ اس لیے قرآن مجید اپنے لیے خود ایک سچی تاریخ بن گیا ہے جس میں تصویر کے ہر دو رُخ دکھا دیئے گئے ہیں۔ قرآن عظیم نے اس بارہ میں اپنی صداقت اور استحکام کے اعتماد پر جس جرأت سے کام لیا ہے۔ دنیا کی کسی اور کتاب سے اس کا ظہور نہیں ہوا۔

قرآن حکیم کی تعلیم ایسی زبردست صداقت لیے ہوئے ہے۔ کہ حق دشمن اور متعصبوں نے اسے علی الاعلان نہیں مانا۔ انہوں نے بھی کتابوں میں جو سینکڑوں سال اس سے پہلے کی ہیں یا سینکڑوں سال بعد کی ہیں۔ اسی تعلیم کے موجود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ صدق اللہ تعالیٰ

لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه

پھر اس فقرہ کا مطلب آپ پر واضح ہو جائے گا۔ جب آپ یہودیت، عیسائیت، بدھ مت، اور ہندو مت کے سناتن دھرم یا آریہ دھرم کے حالات قبل از نزول قرآن مجید کو پڑھیں گے۔ اور پھر بعد از نزول قرآن پاک آپ ان مذاہب کی ترقیات تازمانہ حال پر غور فرمائیں گے اور ان ترقیات کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھنے جائیں گے کہ اس ملک میں اس انقلاب سے پیشتر

قرآنی تعلیم کا رواج ہو جاتا تھا یا نہیں۔

اب خواہ کوئی قرآن کریم کے فیوض کو مانتے جیسا کہ مشہور بانیان برہمو سماج کا حال ہے یا جیسا کہ رومن کیتھولک نے تو نصر کو الزام دیتے ہوئے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ ان کے مسائل قرآن سے مستخرج ہیں خواہ کوئی نہ مانے جیسا کہ بہت سے فرقوں کا حال ہے۔ مگر عملاً انہوں نے قرآن مجید کی تعلیم کو لے لیا ہے اور لے رہے ہیں۔ اور ہر ایک ترقی کنندہ قوم رعلی رغم الف مجبور ہے کہ اس کی تعلیم کو لیتی ہے جہاں تک مجھے علم ہے۔ قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي کی بشارت سناتا ہے۔

میں نے آیات کے ساتھ صرف سادہ ترجمہ لکھ دیا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ لکھنا اس کتاب کے موضوع سے باہر تھا۔ کیونکہ میں ایک سلیس اور آسان کتاب پیش کرنا چاہتا ہوں جس کے پڑھ لینے کے بعد پڑھنے والا نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن عظیم کی بابت کچھ تو معلوم کر سکے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ۔

مسلمان براہ مہربانی دیکھیں کہ قرآن مجید کس نمونہ کے مسلمان بنانا چاہتا ہے۔

الٰہیات

ذاتِ خداوندی کا عرفان

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع ہے جو کمال رحمت والا اور دائمی رحم والا ہے۔

(۲) لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔ (سورہ انعام رکوع ۱۳) حواس اور عقول خدا کا ادراک نہیں کر سکتے لیکن خدا کو ان سب پر ادراک ہے۔

(۳) لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ (سورۂ شوریٰ رکوع ۲) کوئی چیز بھی خدا کی مثال نہیں اور وہ بندوں کی التجاؤں کو سنتا اور ان کے حالات کو دیکھتا ہے۔

(۴) اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (سورہ بقرہ) اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے محبت رکھتا ہے۔ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے۔

٥- اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ٥

(سورۃ بقرہ رکوع ۳۴)

خدا ہے اس کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں اسے غفلت یا نیند کا اثر نہیں ہوتا۔ اسی کا ہے جو کچھ بھی آسمان وزمین میں ہے۔ ایسا کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کے پاس شفاعت کرسکے وہ خدا لوگوں کے اگلے پچھلے حالات جانتا ہے اور وہ لوگ اس کے علم کا احاطہ نہیں کرسکتے۔ لوگ تو اتنا ہی جان سکتے ہیں جتنا وہ چاہے اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ اسے آسمانوں اور زمین کا تھام رکھنا تھکا نہیں دیتا وہ بڑی اعلیٰ شان اور عظمت والا ہے۔

٦- كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ

تمہارے پروردگار نے اپنی ذات پر رحمت کو لکھ لیا ہے۔

٧- قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ اَللّٰهُ

وہ خدا ایک یکتا۔ سب کا بیدو

اَلصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔

آقا ہے کوئی اس کا فرزند نہیں وہ کسی کا فرزند نہیں اور کوئی بھی اس کے برابر کا نہیں۔

سچے دین کی تعریف

(۱) فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْہَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (سورہ روم ع ۴)

یہ خدا کی بنائی ہوئی سرشت ہے جس پر خدا نے لوگوں کو پیدا کیا ہے خدا کی بناوٹ میں ادل بدل نہیں ہوتا۔ یہی سیدھا دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

(۲) صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً (بقرہ رکوع ۱۶)

اللہ کا رنگ چڑھا ہے۔ اللہ سے بڑھ کر اور کون رنگ چڑھا سکتا ہے۔

(۳) شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِہٖٓ اِبْرٰہِیْمَ وَ

خدا نے تمہارے لیے دین کا وہ راستہ بنایا ہے جس کا حکم نوحؑ کو دیا اور پھر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اس کی وحی بھیجی۔ اور ابراہیمؑ

مُوْسٰى وَعِيْسٰى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ط (شوریٰ رکوع ۲)

(موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو بھی اسی کا حکم دیا تھا کہ دین پر سیدھے چلو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

بندوں کے اعمال سے اللہ تعالیٰ کو کیا مطلوب ہے

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (سورہ حج ع ۵)

خدا کے ہاں قربانیوں کا گوشت یا لہو ہرگز نہیں پہنچتا۔ خدا کے پاس تو تمہاری پرہیزگاری ہی پہنچتی ہے۔

شریعت سے مقصود انسان کی تکمیل ہے

(۱) مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

(سورہ مائدہ رکوع ۲)

اللہ کا یہ ارادہ نہیں کہ تم پر تنگی ڈالے۔ اللہ کا ارادہ تو یہ ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت پوری پوری کر دے۔ تا کہ تم شکر کرو۔

(۲) اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ

نماز فحش اور بے حیائی اور ممنوع

الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ

(سورۃ عنکبوت رکوع ۵)

کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر تو اس سے بھی (فوائد) میں بڑھ کر ہے۔

نبی کے فرائض

(۱) اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ

(سورہ بقرہ رکوع ۱۸)

ہم نے تمہارے پاس رسول کو بھیجا جو تم ہی میں سے ہے وہ ہماری آیتیں تم کو سناتا (اخلاق رذیلہ سے) تم کو پاک کرتا اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور وہ علوم تمہیں سکھاتا ہے جنہیں تم نہیں جانتے تھے۔

(۲) یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَ

نبی لوگوں کو نیک باتوں کے کرنے کا حکم دیتا، بری باتوں کے کرنے سے روکتا اور پاکیزہ چیزوں کو لوگوں کے لیے حلال ٹھیراتا ہے اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھیراتا

الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْہِمْ (اعراف رکوع ۱۹)

بوجھ (غیر شرعی باتوں کا) ان سے دور کرتا اور طوق (رسم ورواج کے) نکال دیتا ہے۔

اعمال کی جزاوسزا دنیا و آخرت دونوں میں دیجاتی ہے

(۱) لَوْاَنَّ اَھْلَ الْقُرٰٓی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْھِمْ بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰکِنْ کَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰھُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (اعراف ع ۱۲)

اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر زمین و آسمان کی برکتیں کھول دیتے۔ لیکن وہ تو حکم الہٰی کو جھٹلانے لگے۔ اس لیے ہم نے ان پر ان کے فعلوں کی وجہ سے مواخذہ کیا۔

(۲) وَلَوْ اَنَّھُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْھِمْ مِّنْ رَّبِّھِمْ لَاَکَلُوْا مِنْ فَوْقِھِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِھِمْ

اگر وہ لوگ توراۃ اور انجیل پر اور اس تعلیم پر جو ان پر نازل کی گئی تھی قائم ہوتے تو اپنے اوپر اور نیچے سے خوراک کھایا کرتے زمین اور آسمان کی برکتیں ان کے

سورہ مائدہ ع ۹ .... سانحہ ہوتیں)

(۳) وَمَآ اَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَن كَثِيرٍ۔ (شوریٰ ع ۴)

جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے۔ وہ تمہارے ہاتھوں کی لائی ہوئی ہے اور خدا تو تمہاری بہت سی باتیں معاف کر دیتا ہے۔

(۴) فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (سجدہ رکوع ۲)

کوئی شخص بھی نہیں جان سکتا کہ خدا نے اپنے بندوں کے لیے وہ کیا کیا چیزیں چھپا کر رکھی ہیں جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی یہ بدلہ ان کے اعمال کا ہے۔

سنن الٰہیہ میں تبدیلی نہیں

(۱) فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا

سنت الٰہی میں کچھ بھی تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔

(۲) وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا (سورہ فاطر ع ۵)

سنت الٰہی میں ہیر پھیر کی گنجائش نہیں۔

(۳) مَا تَرٰى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِن تَفَاوُتٍ فَارْجِعِ

خدا کی آفرینش میں تجھے کچھ بھی نقص نظر نہیں آئے گا۔ ذرا آنکھ

الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝ (سورہ ملک ع ۱)

اٹھا کر تو دیکھ کیا تجھے کوئی شگاف بھی دکھائی دیتا ہے۔ پھر آنکھ اٹھا کر اور بار بار دیکھ تیری نظر تھک کر ناکام ہو کر لوٹ آئے گی۔

انسان کی ذاتی کوشش ہی کامیابی کیلئے ثمر لاتی ہے

(۱) لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (النجم ع ۳)

انسان کو وہی ملتا ہے جو اس نے سعی کی ہے۔

(۲) وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا (دہر ع ۲)

تمہاری کوشش خوب کامیاب ہوئی۔

(۳) تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ (البقرہ ع ۱۶)

وہ امت گزر چکی ہے جو اس نے کمایا اس کا اسے ملے گا جو تم کماؤ گے وہ تمہیں ملے گا۔

صبر اور پرہیزگاری کا درجہ

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ

اگر تم صبر اور پرہیزگاری کرو

ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (سورۃ آل عمران) — تو یہ ایک عالی ہمتی کا کام ہے۔

حکمت اور دانش کا درجہ

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (سورہ بقرہ) — اور جسے حکمت (حقیقی فلسفہ) دیا گیا۔ اسے نہایت سعادت مندی حاصل ہوئی۔

صبر کا پھل

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا (الم سجدہ رکوع ۳) — جب بنی اسرائیل نے صبر اختیار کیا تو ہم نے ان میں ایسے مقتدا ئے قوم پیدا کیے جو ہمارے حکم کے مطابق اور لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے۔

قطع طمع

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا — کافروں کی مختلف قوموں کو جو ہم نے دنیوی حظوظ سے بہرہ مند کیا ہے

مِّنۡھُمۡ (الحجر رکوع ۶) نوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ۔

دنیوی عروج میں آخرت کو نہ بھولنا

وَلَا تَنۡسَ نَصِیۡبَکَ مِنَ الدُّنۡیَا (قصص ع ۸) اے قارون تو دنیا کے گھمنڈ میں آکر اپنے بہرہ نجات کو فراموش نہ کر۔

تہلکہ سے بچنا

وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ (البقرہ) اپنے آپ کو خود ہلاکت میں نہ ڈالو۔

افترا اور جھوٹ ایمان کی ضد ہیں

اِنَّمَا یَفۡتَرِی الۡکَذِبَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ۔ (النحل ع ۱۴) جھوٹ اور افترا وہی باندھتے ہیں جو خدا کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے۔

قطعی حرام چیزیں

قُلۡ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الۡفَوَاحِشَ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِکُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (الاعراف ع ۴)

آپ سنا دیجیے کہ میرے پروردگار نے حرام کر دیا ہے (۱) فحش کی سب قسموں کو جو کھلی ہیں یا چھپی ہیں (۲) اور گناہ کو (۳) اور ناحق بغاوت کو (۴) اور خدا کے ساتھ کسی کو شریک بنانے کو جس پر کوئی بھی دلیل موجود نہیں (۵) اور خدا پر ایسی بات جوڑ لینے کو جسے تم نہیں جانتے۔

خدا کی عبادت الٰہی رنگ ہے

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عَابِدُوْنَ (البقرہ ع ۱۶)

ہم نے خدا کا ہی رنگ اختیار کیا ہے۔ کیا خدا سے بڑھ کر بھی کوئی اچھا رنگ دینے والا ہے اور ہم تو اسی کی عبادت کرتے ہیں۔

تحریر و انشاء کی تعریف

وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ (قلم ع ۱)

میں قلم اور ان کے لکھے ہوئے علوم کی قسم کھاتا ہوں۔

اربابِ عقل و دانش کے لیے الٰہی نشانات

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ
النَّہَارِ وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ
فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَ
مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ
مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ
بَعْدَ مَوْتِہَا وَبَثَّ فِیْہَا
مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ وَّتَصْرِیْفِ
الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ
بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ
لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔

(البقرہ ع ۲۰)

زمین و آسمان کے پیدا کرنے رات
دن کے آنے جانے وہ کشتیاں
اور جہاز جو لوگوں کو مفید اشیاء
تجارت لے کر دریاؤں اور سمندروں
میں چلتے ہیں۔ آسمانوں کی طرف سے
خدا کے پانی اتارنے اور مردہ زمین
کو اس کے ذریعے سے از سرِ نو زندگی
بخشنے، زمین میں ہر قسم کے جانور پیدا
کر کے پراگندہ کر دینے، مختلف قسم
کی ہوائیں بدلنے اور ان بادلوں
میں جو آسمان و زمین کے بیچ بیچ
تابع حکم نظر آتے ہیں۔ سب میں
بے شک عقل مندوں کے لیے
خدا کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

قسم کھانے کی ممانعت

(۱) وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ (قلم ع ۱) — تو کسی ایسے ذلیل کی بات مت مان جو بہت قسمیں کھانے والا ہے

(۲) وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ (بقرہ رکوع ۲۸) — خدا کے نام کو اپنی قسموں کا ہدف نہ بناؤ

(۳) وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ (مائدہ ع ۱۲) — اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔

صلح کلّی کی دعوت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ (بقرہ ع ۲۵) — اے ایمان والو دین اسلام میں (جو مبنی بر امن ہے) بالکلیہ تم تن داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

اصلاح باہمی کا حکم

(۱) وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ (بقرہ ع ۲۸) — لوگوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو۔

(۲) وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ (انفال ع ۱) — آپس کے تنازعات اور جھگڑوں کی اصلاح کر لیا کرو۔

عفو و درگذر کی تعلیم

وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ (سورہ نور رکوع ۳) — لازم ہے کہ معافی دو اور درگزر کرو۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ خدا تم کو بخش دے۔

سچی تعلیم کی صداقت

سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ (حم سجدہ رکوع ۶) — ہم اپنی قدرت کی نشانیاں جو اطرافِ عالم میں پھیلی ہوئی ہیں اور خود ان کی ذات و نفوس میں بھی موجود ہیں ضرور انہیں دکھائیں گے۔ اور بالآخر انہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ تعلیم بالکل سچی ہے۔

سلطنت کے اصول

(۱) حاکمانِ عدالت کے لیے علم کا ہونا ضروری ہے

وَدَاوُدَ وَسُلَیْمَانَ اِذْ یَحْکُمَانِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَکُنَّا لِحُکْمِهِمْ شَاهِدِیْنَ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَیْمٰنَ وَکُلًّا اٰتَیْنَا حُکْمًا وَّعِلْمًا (انبیاء)

حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا قصہ بیان کیجیے۔ جب وہ ایک کھیت کے بارہ میں فیصلہ صادر کر رہے تھے جس میں رات کے وقت ان کی قوم کی بکریاں چر گئی تھیں۔ اور ہم ان کے فیصلہ کرتے وقت حاضر ناظر تھے۔ سو اس معاملہ میں ہم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک خاص سمجھ عنایت کی۔ دونوں کو ہم نے عام طور پر حکومت اور علم عطا کیا تھا۔

(۲) نقضِ امن کی ممانعت

وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا (اعراف رکوع ۳)

کسی سرزمین میں اصلاح ہو جانے کے بعد خرابی نہ کرو۔

(۳) ظلم باعث زوال ہے

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ٥
(انبیاء ع ۲)

کتنے شہروں کو ہم نے ان کے ظلم کے باعث توڑ مروڑ ڈالا اور ان کی تباہی کے بعد ہم نے ایک دوسری قوم ان کی بجائے پیدا کر دی۔

(۴) نکوکاری باعث قیام ہے

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ٥
(ہود ع ۱۰)

ایسا نہیں کہ تیرا پروردگار آباد شہروں کو ان کے باشندوں کو نیکوکار ہونے کے باوجود ظلم سے تباہ کر دے۔

(۵) جنگ کے لیے تیار رہنا ہی جنگ سے بچنے کی تدبیر ہے

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ
(انفال)

جہاں تک ممکن ہو اپنی طاقت بڑھاؤ اور گھوڑوں کو آمادہ پیکار رکھو جس سے تم ان لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال سکو۔ جو

خدا کے دشمن اور تمہارے بھی دشمن ہیں۔

(۶) ارکانِ دولت کے مشورہ پر کاروبار کرنا	(۱) وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (آل عمران ع ۱۷)	(۱) حکومت کے کاموں میں لوگوں سے مشورہ لیا کرو۔
	(۲) وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ (شوریٰ ع ۴)	(۲) مسلمانوں کی حکومت باہمی مشورہ پر ہے۔
	(۳) يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ (نمل ع ۳)	(۳) اے سردارو! میری حکومت میں تم فتویٰ دو۔ تمہاری موجودگی کے بغیر مجھ کو کسی بڑے کام کا فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے۔

تعلیم و تعلّم

(۱) علم و حکمت کی باتوں کا سننا۔ ان پر غور کرنا۔ بہترین صورت کو اختیار کرنا	فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ	اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ان بندوں کو بشارت سنا دیجیے

الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ (سورۂ زمر ع ۲)

(جو علم و حکمت کی گفتار کو سنتے اور اس کی بہترین صورت کو اختیار کر کے اس کی پیروی کرتے ہیں یہی ہیں وہ لوگ جنہیں خدا نے ہدایت بخشی اور یہی لوگ کھرے عقل والے ہیں۔

(۲) غیر اقوام سے علم اخذ کرنا

هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا (انعام ع ۱۸)

کیا تمہارے پاس کچھ علم ہے پس اسے ہمارے لیے ظاہر کر دو۔

نظام تبلیغ دین

(۱) دین کی دعوت دینے والی جماعت کا قیام ضروری ہے

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اُولٰٓئِكَ

تم میں ایک ایسا گروہ ضرور ہونا چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے۔ اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے۔

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (آل عمران ع) — ایسے ہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

(۲) ہر ایک قوم کا شخص و اعیان دین کی جماعت نہیں ہو سکتا ہے

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ — ہر ایک فرقہ و قوم میں سے ایک گروہ اس غرض کے لیے کیوں

لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝ (توبہ ع ۱۵) — کھڑا نہیں ہوتا کہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں اور جب فارغ التحصیل ہوں تو اپنی قوم کی ہمدردی کریں۔ انہیں خدا کی ناراضامندی کی باتوں سے ڈرائیں جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ قوم بری باتوں سے بچنے لگے گی۔

تہذیب اخلاق

(۱) جنس اناث کی تعریف

مَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ (زخرف ع ۲) — (عورت آرائش وزیور کے اندر پلتی ہے اور لڑائی بیکار سے علیحدہ رہتی ہے

(۲) میاں بیوی کی تعریف

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (بقرہ ع ۲۳)

بیویاں اپنے شوہروں کے لیے اور شوہر اپنی بیویوں کے لیے لباس ہیں۔

لباس انسان کو گرمی سردی سے بچانا۔ لباس انسان کے حسن وجمال کو ترقی دینا۔ لباس سے پہننے والے کی تہذیب وتمیز کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ لباس پہننے والے کے عیوب کو چھپاتا ہے۔ اسی طرح زن وشوہر کے باہمی تعلقات ہونے چاہئیں۔ وہ گرم وسرد زمانہ سے ایک دوسرے کا بچاؤ ہوں۔ ایک دوسرے کا حسن وجمال باہمی الفت سے ترقی کرے۔ عورت کو دیکھ کر اس کے شوہر کی تہذیب اور شوہر کو دیکھ کر عورت کی تمیز کا اندازہ کیا جا سکے ایک دوسرے کے رازدار ہوں۔

خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً۔ (روم ع ۳)

خدا نے تمہاری جنس سے تمہارے لیے بیویاں بنائیں تا کہ تسکین پکڑو۔ اور میاں بیوی کے درمیان خدا نے محبت اور پیار ڈال دیا۔

(۳) میاں بیوی کے حقوق

(۱) اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (نساء ع ۶)

مرد عورتوں پر نگران ہیں۔

(۲) وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (بقرہ ع ۲۸)

عورتوں کے شوہروں پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے شوہروں کے

عورتوں پر ہیں اور مردوں کو ان پر درجہ ہے۔

(۴) کمال درجہ کی محبت کو ایمان کہتے ہیں	وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ ع ۲۰)	مومن خدا کی محبت میں زیادہ ثابت قدم ہیں۔
(۵) بلندی درجات کا سبب ایمان اور علم ہیں	يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ	خدا تعالیٰ مومنوں کے اور ان لوگوں کے جنہیں علم

اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (مجادلہ ع ۲) — سے بہرہ مند کیا گیا ہے۔ درجے اور رتبے بلند فرماتا ہے۔

بحر و بحر پر تسلط بہترین و پاکیزہ اصول پر چلنے کی وجہ سے انسان کو دیگر مخلوق پر فضیلت ہے	وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ	ضرور ہم نے انسان کو عزت دی ہے اور خشکی وتری میں ان کو سوار کر کے پھرایا

وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا (بنی اسرائیل ع ۱۷) — (خشکی وتری میں سفر کرنے کے وسائل سمجھائے) اور الوان نعمت سے ان کا رزق مقرر کیا۔ اور اپنی بہت

سی مخلوقات پر ان کو شرف بخشنا۔

انسان کا اشرف ہونا ہی ردِ شرک کی دلیل ہے	قَالَ اَغَيْرَاللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ	حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا میں

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (اعراف ع ۶) تمہارے لیے اور معبود ڈھونڈھ دوں۔ حالانکہ اس نے تمہیں تمام عالم پر فضیلت عنایت فرمائی ہے۔

انسان کو ہر ادنیٰ ہستی سے سبق حاصل کرنا چاہیئے	يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ	اے کاش! مجھ سے تو اتنا بھی نہ ہوسکا کہ اس

مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْاَةَ اَخِيْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۵ کوّے کی طرح اپنے بھائی کی مردہ لاش کو خاک سے چھپا دیتا۔ اور یہ سمجھ کر اسے سخت ندامت ہوئی۔

دیکھنے والے کے لیے ہر چیز میں ایک نشان ہے	وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ	زمین و آسمان میں قدرت کاملہ کی کس قدر

عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ (یوسف) نشانیاں موجود ہیں جن سے وہ یونہی منہ پھیر گزر جاتے ہیں۔

سیر و سیاحت سے فہم بڑھتا ہے اور معلومات میں اضافہ ہوتا ہے

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا (حج ع ۶)

انہوں نے اطراف عالم میں سیاحت کیوں نہ کی جس سے ان کو دل ہائے دانا اور گوشہائے شنوا حاصل ہوتے۔

اندھا وہ ہے جس کا دل اندھا ہے

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ (سورۂ حج ع ۶)

حقیقت حال یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہو جاتیں۔ بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔

حرام چیزیں طیب نہیں طیب چیزیں حرام نہیں

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ

اے لوگو! زمین پر جو پاکیزہ حلال اشیاء خدا نے پیدا کی ہیں کھاؤ پیو اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔

حلال طیب چیزوں کا ترک

كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ

زمین کی سب پاکیزہ حلال

استعمال شیطانی کام ہے	حَلٰلًا طَيِّبًا	اشیاء کھاؤ۔
	وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ۔	اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔
بصیرت و ہدایت اسی دنیا میں حاصل ہو سکتی ہے	وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا	جو شخص اس دنیا میں اندھا ہوگا تو وہ آخرت میں زیادہ اندھا اور زیادہ گمراہ ہوگا
ایمان ہی کے ذریعے سے ہر ایک اعلیٰ منزل پا سکتے ہیں	وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (آل عمران ع ۱۴)	اپنے آپ کو ذلیل نہ سمجھو اور رنجیدہ نہ ہو۔ تم ہی سب سے برتر ہوگے۔ اگر تم ایمان دار ہو۔

تمدّن

(۱) چرندو پرند میں ایک تمدّن کا پایا جانا۔ لوازم حیات میں	(۱) وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ	روئے زمین پر کوئی ایسا جاندار یا

انسان کا انہی جیسے اصول پر کاربند ہونا

وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ

اڑنے والا پرندہ نہیں ہے جس کی تمہاری طرح قومیں اور جتھے نہ ہوں۔ ہم نے اپنی کتاب میں کسی چیز کا بیان ترک نہیں کیا۔ پھر ان سب کو آخر کار خدا ہی کی طرف اکٹھا ہو کر جانا ہے۔

(۲) موجوداتِ عالم انسان کے فائدے کے لیے ہیں

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا۔

خدا وہ ذات کبریا ہے جس نے تمہارے فوائد و منافع کے لیے روئے زمین کی تمام اشیاء پیدا کی ہیں۔

(۳) لوگ اپنی اپنی مختلف قابلیتوں سے مختلف کام انجام دیتے ہیں

(۱) كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ

ہر ایک شخص اپنی جبلت کے موافق عمل کرتا ہے۔

(اسریٰ)

(۲) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ - (حج ع ۲)

کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ آسمان اور زمین کی سب مخلوق سورج چاند ستارے پہاڑ درخت حیوان اور انسانوں کا بڑا حصہ خدا کا فرماں بردار ہے۔ پھر بھی سب لوگ ایسے رہ جاتے ہیں جن پر عذاب کا ہونا درست ٹھہرا۔

(۳) فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى (سورۃ واللیل)

جس شخص نے خدا کی راہ میں کچھ دیا اور پرہیزگاری بھی اختیار کی۔ اور خدا کے بہترین وعدوں کی تصدیق کی۔ اس کو ہم نہایت آسانی کے ساتھ آسان طریقہ پر (دین اسلام پر فطرت کے راستے پر جو بمقتضائے "الدین یسر" نہایت آسان طریقہ ہے) چلائیں گے لیکن برخلاف اس کے جس نے بخل کیا۔ اور اپنے آپ کو خدا کی اطاعت سے بے نیاز خیال کیا۔ خدا کے بہترین وعدوں کو جھٹلایا۔ تو اس کے لیے زندگی معونت کی توفیق کر کے اور اپنی عنایت سے

محروم کر کے) وہی دشوار طریقہ (جو درحقیقت بہ سبب خلاف فطرت ہونے کے نہایت دشوار ہے بباعث ترک کرنے لطف و عنایت کے) آسان کر دیں گے۔

(۴) سیاست مدن کے قیام اور انتظام کے لیے مختلف طبقات کی ضرورت اور ہر ایک طبقہ کا اس مناسبت کے تفاوت قیام اور دوام انتظام کے لیے ذمہ دار ہونا

وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِىْ مَآ اٰتٰىكُمْ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(سورہ انعام ع ۲۰)

خدا وہ ذات کبریا ہے جس نے تمہیں روئے زمین پر (مورالید ثلاثہ کے مختلف اقسام ہیں انواع تصرف کرنے کے) اپنا خلیفہ بنایا (یعنی وہ اپنی قدرت ظاہر کرنے کے لیے تمہیں جارحہ تصرف بنایا اور حسن انتظام کے لیے) تمہارے مختلف درجے یا طبقے قرار دیئے جس سے غرض یہ ہے کہ تمہیں اپنے عطا کردہ کمالات میں آزمائے (کہ تم ان بالقوہ کمالات کو معرض

ظہور میں لا کر اپنے آپ کو خلیفۃ اللہ ثابت کرتے ہو یا اپنی فطری استعداد کو مسوخ کر کے اسفل السافلین کا خطاب حاصل کرتے ہو) ضرور بنیر اید درد گا یہ جلدی عذاب بھی دینے والا ہے اور وہ یقیناً بخشنے والا مہربان بھی ہے۔

(۵) مساواتِ حقوق کا تاکیدی حکم۔ عدل کی تاکید

وَوَضَعَ الْمِيزَانَ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ (الرحمٰن ع ۱)

اور خدا نے ایک میزان مقرر کی کہ تم اس میزان میں کسی طرح طغیانی (افراط و تفریط) نہ کرو اور انصاف کے ساتھ میزان کو درست رکھو اور میزان مقرر کردہ الٰہی میں کسی قسم کی تقصیر نہ کرو۔

(۶) بہترین شخص وہ ہے جو نسل انسانی کا خیر خواہ ہے

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (آل عمران ع ۱۲)

تم لوگ (اے امت محمدیہ) باقی لوگوں کے لیے ایک بہترین قوم صفحۂ ہستی پر لائے گئے ہو تم سب لوگوں کو (مطابق شرع و فطرت کے حکم دیتے) برائیوں سے منع کرتے۔ اور خدا کی ذات و صفات

پر کامل یقین رکھتے ہو۔

(۷) اخوت کی بنیاد | اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ حجرات ع ۱ | تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

(۸) مال کی تعریف دولت قیامِ قومی کا سبب ہے | وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا (نساء ع ۱) | اور تم اپنے اموال جو اللہ نے تمہارے لیے قوامِ زندگی بنائے ہیں، بے وقوفوں کے ہاتھ میں مت دیا کرو۔

(۹) فقر و تنگدستی کی برائی | اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (البقرہ ع ۳۷) | شیطان تمہیں تنگدستی کا خوف دلاتا ہے اور (اس بنا پر تمہیں بخل و امساک کا حکم دیتا ہے (یہ خلاف اس کے خدا تمہیں اپنے فضل و بخشش کی امید دلاتا ہے) اور خدا بہت فراخ رحمت والا (حقائق امور کو) جاننے والا ہے۔

(۱۰) اسراف کی برائی | وَمَنْ يُّوْقَ | جن کو جبلی بخل

بخل کا نہ ہونا بڑی بہبود ہے

شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ — اور لالچ سے خدا نے محفوظ رکھا وہی (آخرت میں) کامیاب ہوں گے۔

(۱۱) میانہ روی، رحمٰن کے بندے بخیل و مسرف نہیں ہوتے

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (فرقان ع ۵) — خدائے مہربان کے خاص بندوں کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ جب وہ خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگ چشمی کرتے ہیں بلکہ (میانہ روی کرکے) بیچ کا مستقیم راستہ اختیار کرتے ہیں۔

(۱۲) بحری تجارت خصوصاً نفع بخش ہے

وَالْفُلْكِ الَّتِىْ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ۔ — اور وہ کشتیاں اور جہاز (بھی خدا کی قدرت کی نشانیاں ہیں) جو لوگوں کی مفید اشیائے تجارت لے کر دریا اور سمندر میں (برابر) چلی آتی ہیں۔

اللہ کے ہاں بہتر اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں کن لوگوں کے لیے ہیں	وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (سورۂ شوریٰ ع ۴)	بہتر اور باقی رہنے والا اجر ان لوگوں کے لیے ہے (۱) جو ایمان لائے ہیں

اور اپنے رب پر توکّل رکھتے ہیں۔

(۲) جو لوگ بڑے گناہوں بے حیائی اور فحش سے پرہیز کرتے ہیں۔

(۳) اور جب انہیں غصّہ آتا ہے تو در گذر کیا کرتے ہیں۔

(۴) اور جو اپنے پروردگار کے حکموں کو قبول کر لیتے ہیں۔

(۵) اور جو نماز قائم رکھتے ہیں۔

(۶) اور جن کا کام باہمی مشورہ پر ہے۔

(۷) اور جو اللہ کے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں۔

(۸) اور جو دوسروں کی طرف سے زیادہ (حملہ) ہونے پر (صرف) اپنا بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ دیسے ہی برائی ہے۔

(۹) ہاں جو دوسروں کی زیادتی معاف کرے اور اس سے نیکی کرے تو اس کا ثواب اللہ کی قدرت میں ہے۔ اللہ تو ظلم کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

(۱۰) (تاہم) جو کوئی (دوسرے سے) ظلم کا بدلہ لیتا ہے۔ اس پر کچھ بھی الزام نہیں۔

(۱۱) الزام تو ان لوگوں پر ہے، جو نسلِ انسانی پر ظلم کرتے اور ملک میں مار دھاڑ بغاوت پھیلاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

(۱۲) جو شخص (دوسرے کی زیادتی پر) صبر کرتا اور اسے معاف کر دیتا ہے تو یہ بات بڑی بلند ہمت کی ہے۔

اسلام

غیر مسلموں کی نظر میں

اسلام کی خصوصیات

سوامی دیا نند ابھیانی نے جو ۱۸۹۶ء میں رام کرشن مشن کی طرف سے امریکہ میں مذاہب عالم کے موضوع پر تقریریں کرنے گئے تھے۔ اسلام کے بارہ میں حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا تھا۔ کیا عجب ہے کہ ان کے ہم وطن ان کے خیالات سے سبق حاصل کر سکیں۔

"شاید آپ پوچھیں کہ اسلام میں کیا خوبی یا خصوصیت ہے؟ میں کہتا ہوں کہ اگر اس میں خوبیاں نہ ہوتیں۔ تو وہ اب تک زندہ کیسے رہتا؟ اور اسے روز افزوں فروغ کیسے ہوتا؟ خدا کا قانون یہ ہے کہ اس دنیا میں وہی چیز باقی رہتی ہے جو بنی آدم کے لیے مفید ہوتی ہے۔ اسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ دنیا میں حریت، اخوت اور مساوات کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دنیا میں مساوات نسلِ انسانی کے پیغامبر تھے۔ اور بھائی چارے کے مبلغ تھے۔ ان کے لائے ہوئے دین میں ذات پات، برادری، قبیلے، رنگ اور نسل کا کوئی امتیاز نہیں ہے پیغمبر صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صرف زبانی اپدیش (نصیحت) پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جو تعلیم دی اس پر سب سے پہلے

خود عمل کر کے دکھایا۔ اور اسی سبب سے ان کی زندگی مسلمانوں کے لیے نمونہ قرار دی گئی ہے۔ انہوں نے اپنے غلام کو بیٹے کا درجہ دے دیا۔ اور اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ جب اس کا باپ اسے لینے آیا تو اس نے اپنے باپ پر اپنے آقا (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو ترجیح دی۔

بلال حبشی (رضی اللہ عنہ) کے نام سے کون واقف نہیں ہے؟ یہ سیاہ رنگ کا مسلمان ہر اعتبار سے قریش کا ہمسر تھا۔ اور بڑے سے بڑے قریشی سردار کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتا تھا اور کندھے سے کندھا ملا کر نماز پڑھتا تھا۔

ذات پات اور رنگ کی جو تمیز یہاں امریکہ میں پائی جاتی ہے وہی ہندوستان کے ہندوؤں میں موجود ہے۔ اگر کوئی غیر ہندو کسی ہندو کا دسترخوان بھی چھو دے۔ تو اس کا سارا کھانا ناپاک ہو جائے گا۔ اس کے مقابلے میں سارے مسلمان کسی نو مسلم تک کا جھوٹا پانی پینے میں خوشی محسوس کریں گے۔ اسلام کی عظمت اور دیگر مذاہب پر برتری اسی بات میں پوشیدہ ہے۔ کہ اس نے تمام امتیازات کا خاتمہ کر دیا۔

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے

جارج برنارڈ شا کا شمار دنیا کے عظیم ڈرامہ نگاروں، مفکروں اور فلسفیوں میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے اپنے دماغ کے تیل سے انسانی فہم و ادراک کی قندیلوں کو روشن کیا۔ جنہوں نے وقت کے ریگ زاروں میں ایسے نقوش چھوڑے۔ جو آج بھی انسان کی رہنمائی کے لیے صبح کے تارے کی طرح روشن و تابناک ہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ اسلام اور ہادیٔ اکبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔

"اگر آئندہ سو سال کے اندر کسی مذہب کے انگلستان ہی میں نہیں بلکہ یورپ میں عوام کے ذہن و فکر پر چھا جانے کا امکان ہے۔ تو وہ صرف اسلام ہی ہو سکتا ہے۔ دین محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی میری نگاہ میں بے حد قدر و منزلت ہے۔ اور اس کا باعث اس مذہب کی توانائی ہے مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے۔ کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کے پیغام میں اتنی جانداریت اور عہد گیریت ہے کہ وہ زندگی کے بدل رہے ادوار کے تمام تقاضوں کو بطریق احسن پورا کر سکتا ہے۔ اور ہر دور میں انسان کو اپنی طرف کھینچ سکتا ہے۔ میرا راسخ عقیدہ ہے کہ اگر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسا انسان اس عالم نو میں کلی اختیارات حاصل کرے تو وہ

بنی نوع انسان کے تمام مسائل کو ایسے انداز میں حل کر سکتا ہے جس سے امن و آشتی، خوشحالی اور فارغ البالی کی منزل تک انسان کی رسائی ہو سکتی ہے۔ جس کی تلاش میں بنی نوع انسان صدیوں سے در بدر اور خاک بسر ہے۔

اسلام کی کامیابی کا راز

امریکہ کے مشہور جریدہ "لائف" کے ایڈیٹر نے اسلام کی خوبیوں پر جو مضمون لکھا تھا۔ اس کے چند اقتباسات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

"عرب میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے جس توحیدی دین کی بنیاد ڈالی تھی۔ آگے چل کر اس نے ساری دنیا کو اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیا۔

اسلام تمام مذاہب عالم میں آسان اور واضح ترین مذہب ہے۔ اس کی تعلیمات میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے کوئی عقیدہ خلاف عقل نہیں ہے۔

پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا انہوں نے صاف لفظوں میں کہا کہ میں تمہاری ہی طرح ایک بندہ بشر ہوں۔ مجھے اللہ نے اپنا دین تم تک پہنچانے کے لیے منتخب فرما لیا ہے۔ پیغمبر اسلام

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک تاریخی شخصیت ہیں جن کی سیرت اور سوانح عمری ہمیں یقین کے ساتھ معلوم ہے۔ دوسرے مذاہب کے برعکس اسلام کا آغاز تاریخ کی روشنی میں ہوا۔

اکثر مغربی مؤرخین یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی فتوحات کا سبب یہ تھا کہ عرب کے ہمسایہ ملکوں میں بدنظمی پھیلی ہوئی تھی۔ اور مسلمان اعلیٰ درجے کی عسکری قوت کے مالک تھے لیکن یہ مفروضہ بالکل غلط ہے ان کی فتوحات کا اصل سبب یہ ہے کہ اسلام نے ان کے اندر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے اور شہادت حاصل کرنے کا بے پناہ جذبہ پیدا کر دیا تھا۔

اسلام کا معنیٰ ہے مطیع ہو جانا یعنی اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا۔ اس لیے ہر سچا مسلمان رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لیے اپنی جان تک قربان کرنے کے لیے تیار رہتا ہے نیز وہ اپنے خدا کو ہر جگہ حاضر و ناظر یقین کرتا ہے جس کی رفاقت کا احساس اسے بے خوف بنا دیتا ہے۔

مسلمانوں کی نگاہ میں اسلام کو سیاست سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اسلام ایک ہمہ گیر نظامِ حیات ہے جو انسانی افکار اور اعمال کی ایسی رہنمائی کرتا ہے جس کی نظیر اہلِ مغرب کے یہاں ناپید ہے۔"

ہم نے اسلام کیوں قبول کیا؟

ایک انگریز تاجر کی ووکنگ مسجد میں آمد و رفت تھی۔ وہ جب بھی مسجد میں آتا بڑے شوق سے وضو کرتا۔ نہایت ہی انکسار سے نماز پڑھتا۔ کئی کئی منٹ سجدہ میں گرا رہتا۔ اور ایسی محویت کے ساتھ دعا کرتا کہ پاس بیٹھے ہوئے لوگ بھی اس کے سوز و گداز کو محسوس کرتے۔

آپ کے قبول اسلام کا سبب کیا ہے؟ ایک دن امام مسجد نے پوچھا

"نماز کا جادو" انگریز نے جواب دیا۔

"مگر نماز تو آپ نے قبول اسلام کے بعد پڑھی ہوگی"۔ امام نے پوچھا

"نہیں نہیں میری نماز پہلے تھی اور قبول اسلام بعد میں ہوا"۔ انگریز نے جواب دیا۔

"یہ بڑی عجیب بات ہے میں سمجھ نہیں سکا۔ ذرا کھول کر ارشاد فرمایئے۔ کہ اسلام سے پہلے نماز تک آپ کی رسائی کیونکر ہوگئی"۔ امام نے پوچھا۔

"امام صاحب! میرے قبول اسلام کا واقعہ بڑا عجیب ہے"۔

انگریز تاجر نے بیان کرنا شروع کیا۔ ۱۹۱۲ء سے مشرقی افریقہ کے برطانوی علاقہ کینیا میں آباد ہوں۔ اور میری بہت بڑی تجارت ہے مذہبی

اعتبار سے میں پروٹسٹنٹ عیسائی تھا۔ اور اپنے عقیدہ میں بہت سخت تھا۔ میری روح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیغام پر حد درجہ مطمئن تھی۔ اگرچہ کاروبار کے سلسلہ میں میرے وقت کا بڑا حصہ ندرا غنی ممالک کے سفر میں گزرتا تھا۔ لیکن کاروبار کی سخت مشغولیت بھی مجھے انجیل کی تلاوت اور مذہبی جلسوں کی شرکت سے باز نہ رکھتی تھی۔ انجیل کا ایک نسخہ ہر وقت میرے ساتھ رہتا تھا۔ اور میرا اعتقاد تھا کہ میری روح کا زیور یہی ہے۔

امام صاحب! مجھے ایک دفعہ مصر جانے کا اتفاق ہوا۔ اور وہاں پہلی مرتبہ میں نے اسلام کی تاریخی شوکتوں کی سیاحت کی۔ میں نے دریائے نیل کی مدد سے فرعون کی پوزیشن سمجھی اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے وعظ سنے۔ میں نے وہاں مشہور تاریخی اور دینی اداروں سے جامعہ ازھر کی زیارت کی۔ مسجد محمد علی کبیر۔ مسجد محمد حسین اور مسجد سیدہ کو دیکھا۔ ان زیارتوں کا میرے دل پر خاص اثر ہوا۔ اس کے بعد میں کثرت کے ساتھ مصر جانے لگا۔ آہستہ آہستہ میری یہ حالت ہو گئی۔ کہ میں جب بھی کاروبار سے ذرا فارغ ہوتا۔ ایک اندرونی جذبہ میرے دل کو پکڑ لیتا۔ اور کشاں کشاں مجھے اسلامی مسجدوں میں لے جاتا۔ میں وہاں خدا پرستی کی کچھ ایسی دل نواز کیفیتیں دیکھتا تھا۔ کہ جن سے دل کبھی سیر نہ ہوتا تھا۔ وہاں ایک شخص ایک اونچے مینار پر کھڑا ہو جاتا۔ اور نہایت دلکشی کے ساتھ ایک ایسا

روحانی گیت گانا یعنی اذان جس سے مسجد کی فضائیں جھومنے لگتیں۔ اس کے بعد امیر اور غریب گورے اور کالے، چھوٹے اور بڑے جوق در جوق مسلمان مسجد میں داخل ہوتے۔ اور عمامے اور عبائیں اتار کر ننگے پاؤں پانی کے حوض کے گرد بیٹھ جاتے پھر یہ لوگ اپنا ہاتھ منہ دھوتے۔ دانت صاف کرتے۔ میں دیکھتا کہ ہر مسلمان جسم کے ان تمام حصول کو جہاں گرد پڑ سکتی ہے یا جس سے کاروبار کے وقت کام کرنا پڑتا ہے بڑی احتیاط سے کئی مرتبہ دھو کر صاف اور اجلا کر دیتا ہے۔ اس کے بعد سب لوگ حوض سے اٹھتے۔ کپڑے پہنتے۔ اور قطاریں بنا کر مسجد کے دالان میں بیٹھ جاتے۔ اس کے بعد پھر وہی گیت (یعنی اقامت) گایا جاتا۔ اور تمام حاضرین نہایت ہی ادب اور عزت کے ساتھ صفیں باندھ لیتے۔ یہ منظر دیکھ کر مجھے میدانِ جنگ کی منظم اور مرتب صفیں یاد آجاتیں اب نماز شروع ہوتی۔ اور تمام مسجد میں ہیبت و جلال اور سکون و سکوت کی کیفیتیں چھا جاتیں۔ پھر تمام رکوع و سجود کی کیفیتیں نظر آتیں۔ یہ مناظر ایسے مؤثر ہوتے تھے کہ جس شخص میں ذرا بھی عقل و احساس موجود ہو۔ وہ ان سے کبھی غیر متاثر نہیں رہ سکتا۔ ان چیزوں کا لازمی طور سے دل پر اثر پڑتا تھا اور دیکھنے والے کو اللہ کی شان نظر آجاتی تھی۔ اور انسان محسوس کرتا تھا کہ گویا میں اس دنیا سے بلند ہو کر کسی دوسرے عالم میں کھینچا جا رہا ہوں۔

نماز کا جادو

میرے دل کا حال بالکل یہی تھا۔ نماز کی خوشنمائیوں نے میرے دل کو جیت لیا۔ زمین بوس ہونے نے میری فطرت کو زیر کر لیا۔ جب وہ حوض کے کنارے بیٹھتے تو مجھے حسرت ہوتی۔ کاش میں ان کے ساتھ شامل ہو سکتا۔ جب وہ قطاریں باندھتے میں خیال کرنے لگتا۔ اے کاش! میں بھی دوڑ کر ان کے ساتھ مل جاؤں۔ جب وہ سجدے میں گرتے تھے تو میرا دل بیٹھ جاتا تھا کہ میں ان کے ساتھ کیوں شامل نہیں ہیں۔ میں مسجد میں خوشی کے ساتھ داخل ہوتا تھا لیکن جب نماز کے بعد واپس لوٹتا تھا تو محسوس کرتا تھا کہ گویا دوسروں کے دامن مراد کے پھولوں سے بھرے ہیں اور میرا دامن خالی ہے۔ اسلام نے نماز کی خوشنمائی کی راہ سے مجھ پر حملہ کیا۔ اور مجھ پر اسلام کا عمل تسخیر شروع ہو گیا۔ نماز کے دل گداز نظارے اور اسلامی عبادت کی روح پرور کیفیتیں مجھے اسلام کی طرف کشش کرنے لگیں اور میرے آبائی عقائد میں ضعف شروع ہو گیا۔ میں اکثر دل کے چمن کو شکوک کے کانٹوں سے پاک کرنے کی کوشش کرتا تھا لیکن میری یہ تمام کوشش بے کار تھی۔ مجھ پر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دینی علم کی خواہش غالب آ گئی۔ اور اب میں مطالعہ اسلام کے لیے بالکل مجبور ہو گیا۔

میں اسلامی تعلیمات کا بڑے غور سے مطالعہ کرنے لگا جس قدر میرا مطالعہ

بڑھا۔ اسی قدر میرے شوق کا دامن پھیلتا چلا گیا۔ آخر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے عربی زبان ضرور سیکھنی چاہیے۔ اسی دھن میں کئی سال گذر گئے جس قدر اسلام کے متعلق میری بحث و تحقیق کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا۔ اسی قدر زیادہ میری روحانی پیاس بڑھ رہی تھی۔ آخر کار میں پوری طرح اسلام کی طرف مائل ہو گیا۔ ایک دن میں نے اذان سنی۔ ناگہاں کسی چیز نے میرے دل کو پکڑ لیا۔ اور میں نمازیوں کی صف میں شامل ہو گیا ؎

اک سجدۂ وفا میں ہوا فرضِ عشق ادا
میں مقتدی تھا اور میرا دل امام تھا

الحمدللہ کہ اب میں پورا اور پکا مسلمان ہوں اور میری رائے ہے کہ انسانیت کا کوئی دین اور مذہب اسلام کے فضائل کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایک نماز ہی کو لیجیے۔ صرف اسی ایک چیز میں ایسے لطیف عجیب اور عظیم الشان سبق موجود ہیں۔ جو ساری دنیا کی نجات اور رہنمائی کے لیے کافی ہیں۔ اس میں لطافت اور پاکیزگی ہے اس میں غسل و وضو کے اسرار ہیں۔ اس میں عجیب قسم کی ورزش ہے اس میں اتحاد و اجتماع ہے۔ اس میں مساوات و ہمدردی ہے۔ ان خوبیوں کے بعد یہ بہترین عبادت ہے۔ اس کے علاوہ نماز میں امام کی اطاعت اور اسلامی جماعت کے اجتماعی نظام کا راز بھی پوشیدہ ہے۔ باقی رہے تدبر کے خدا سے راز و نیاز تو یہ ایک ایسا کرشمہ ہے جسے ہم محسوس کر سکتے ہیں مگر بیان نہیں کر سکتے

مولانا عبید اللہ سندھیؒ کا قبولِ اسلام

اسلام

تمام رشتوں سے بڑا رشتہ

میں مسلمانوں کو کام کی اور ضرورت کی باتیں کہتا ہوں۔ لیکن وہ نہیں سنتے بلکہ الٹا مجھے مطعون کرتے ہیں۔ مجھے دیکھو میں سولہ برس کا تھا کہ گھر بار چھوڑ کر نکل آیا تھا۔ مانا کہ میرا خاندان بہت بڑا نہ تھا۔ اور نہ ہمارے ہاں دولت کی فراوانی تھی لیکن آخر میری ماں تھی۔ میری بہنیں تھیں۔ اور ان کی محبت میرے دل میں جاگزیں تھی لیکن اسلام سے مجھے اتنی محبت تھی۔ کہ میں کسی محبت کو کبھی خاطر میں نہ لایا۔ خدا ہی جانتا ہے کہ ماں کو چھوڑنے سے مجھے کس قدر ذہنی کوفت ہوئی (یہ کہتے ہوئے مولانا آبدیدہ ہو گئے) اسلام سے میری شیفتگی کا نتیجہ تھا۔ کہ جو کبھی مجھے اسلام کی بات سمجھاتا وہ میرے دل میں بیٹھ جاتی تو میں اس کا دل و جان سے گرویدہ ہو جاتا۔

میں اسلام کی حقانیت سے متاثر ہوا ہوں

اسلام میں انسان کے غور و تدبر کی اہمیت مسلمہ ہے

مسعود سٹیمین

مجھے اسلام کے سوا کوئی بھی مذہب اتنا آسان، اچھا اور قابل فہم معلوم نہیں ہوا۔ ذہنی سکون اور اطمینانِ قلب کا جو سامان اسلام میں موجود ہے کسی اور مذہب میں نہیں ہے۔ علاوہ ازیں حیات بعد الموت کا جو یقین و تصور اسلام دیتا ہے وہ کوئی اور مذہب نہیں دیتا۔

انسان کل کا ایک جزو ہے۔ انسان وسیع تر اور عظیم تخلیق کا ایک حصہ ہے۔ چنانچہ وہ اپنی تخلیق کا مقصد اسی طرح پورا کر سکتا ہے کہ وہ کل کے ساتھ اپنے تعلق کی نسبت سے اپنا فرض ادا کرے۔ کل اور اس کے اجزاء کا خوش گوار اور مناسب تعلق ہی زندگی کو بامقصد بناتا ہے اسے تکمیل کے قریب لاتا ہے اور انسان کو اطمینان، وحدت اور قناعت کے حصول میں مدد دیتا ہے۔

خالق اور تخلیق کے "تعلق" میں مذہب کو کیا مقام حاصل ہے؟

کچھ لوگوں نے مذہب کے متعلق مندرجہ ذیل آراء ظاہر کی ہیں:

کارلائل نے "ہیروز اور ہیرو ورشپ" میں لکھا ہے: انسان کا مذہب ہی اس کے متعلق بنیادی حقیقت کا درجہ رکھتا ہے یہی وہ چیز ہے جو انسان عملی طور پر صمیم قلب سے مانتا ہے۔

جی کے چیسٹرٹن نے لکھا ہے "انسان اپنے وجود یا کسی اور وجود سے جو مفہوم پاتا ہے مذہب اس کی ابدی حقیقت کا شعور ہے"

ایمرزر ہیریس کا کہنا ہے کہ مذہب امید و بیم کی دختر ہے جو جاہلوں کو ناقابلِ فہم کی نوعیت سمجھاتی ہے۔

ایڈمنڈ برک نے انقلابِ فرانس کے متعلق اپنے تاثرات ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے، ہر اچھے مذہب کی تعلیم خالقِ کائنات کی اطاعت اور اس کی تکمیلِ تخلیق کا درس دیتی ہے۔

سونٹیڈ بورک رقم طراز ہے:

مذہب کا تعلق زندگی سے ہے اور مذہب کی زندگی نیکی ہے۔

جیمز ہیرنگٹن کا کہنا ہے

"ہر شخص امید و بیم کی بنا پر مذہب کا کچھ نہ کچھ شعور رکھتا ہے۔ ہر انسان کسی نہ کسی وقت اپنے وجود کی مقصدیت کا احساس کرتا ہے اگر وہ اپنے آپ سے سوال کرے تو وہ یقین اور اعتماد سے بہرہ ور ہو جاتا ہے۔"

میں اسلام کو مکمل ترین مذہب کیوں سمجھتا ہوں؟

اس لیے کہ یہ سب سے پہلے ہمیں کل یعنی خالق کے ساتھ روشناس کراتا ہے۔ اس کی وحدانیت اس کی قدرت کاملہ اور اس کی ہمہ گیریت کے متعلق بتاتا ہے۔ قرآن مجید ہمیں بار بار بتاتا ہے کہ خدائے رحیم و برتر علیم و بصیر، مالک کل رحیم اور رحمٰن ہے۔ چنانچہ کل حقیقت بن جاتا ہے ہمیں بار بار کہا جاتا ہے کہ ہم اپنے اور اس کے درمیان تسلی بخش رابطہ قائم کریں۔ جان لو کہ خدا تعالیٰ زمین کو موت کے بعد زندگی دیتا ہے۔ ہم نے نشانات واضح کر دیئے ہیں تاکہ تم سمجھ لو۔

یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ پر یقین رکھنا اور اسے پہچاننا اور معاشرے میں خوش و خرم رہنے کے لیے خدا تعالیٰ کے پیغامات (ارشادات) پر یقین رکھنا ضروری ہے کیا ایک باپ اپنے بچوں کی رہنمائی نہیں کرتا ہے کیا وہ یہ کوشش نہیں کرتا کہ اس کا کنبہ مل جل کر مطمئن زندگی بسر کرے۔

واحد صداقت

اسلام وہ واحد سچا مذہب ہے جو اپنے مبلغ رسولوں کی سچائی کا اعلان کرتا ہے۔ اسلام کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن حکیم کی ہدایت واضح قابل فہم

اور مدتل و موزون ہے۔ اسلام ہمیں خالق اور بندے کے درمیان بہتر تعلقات کے قیام میں رہنمائی دیتا ہے۔ روحانی اور طبعی قوتوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرتا ہے اور قیام امن و سکون کے لیے اندرونی و بیرونی قوتوں میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے اور تکمیل کی طرف رہنمائی کرتا ہے عیسائیت زندگی کے روحانی پہلو پر زور دیتی ہے یہ ایسی محبت کا درس دیتی ہے جو ہر عیسائی پر ذمہ داریوں کا عظیم بوجھ لاد دیتی ہے۔ مکمل محبت کی تکمیل اگر انسانی بساط میں نہ ہو تو وہ ناکام ہو جاتی ہے جس شخص کو انسانی تضادات تفرقات کا پورا پورا شعور ہو اور وہ اس شعور میں ہمدردی، تفہیم اور اور احساس ذمہ داری کو شامل کرے وہ عیسائی عقیدہ کے مطابق تکمیل کے قریب آ سکتا ہے۔ اس کے باوجود اسے محبت کے سامنے دلیل کو ختم کرنا پڑے گا۔ اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کا احترام کریں۔ اس کے فرائض کی اطاعت کریں اور محبت کے ساتھ ساتھ اپنی عقل و فہم سے کام لیں تاکہ ہم پرسکون زندگی گزار سکیں :

○

اسلام؛ انسانیت کے لیے حیات بخش پیغام

"بلاشبہ اسلام ہی آخری مکمل اور سچا دین ہے۔ یہ درست ہے کہ اہل اسلام آج اپنی ذاتی کوتاہیوں، اسلامی اصولوں سے انحراف اور دنیوی لہو و لعب میں آلودہ زندگی بسر کرنے کے سبب عالمی برادری میں اپنا امتیازی مقام کھو چکے ہیں۔ لیکن یہ بات کسی شخص یا اشخاص کے ذاتی انفرادی یا اجتماعی اعمال کی ہے۔ اس کا اسلام کے بنیادی، ٹھوس اور غیر متزلزل اصولوں سے کیا واسطہ؟"

یہ تھے وہ پرجوش الفاظ جو جناب عامر علی داؤد نے ایک خصوصی ملاقات میں ارشاد فرمائے۔ موصوف ابھی گذشتہ جمعہ (۲۰ جون ۱۹۶۹ء مطابق ۴ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ) کو بتہ اللہ کی بیٹی شاہی مسجد لاہور میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی خطیب مسجد ہذا کے روبرو عیسائیت سے تائب ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔

جناب داؤد جو پہلے پیٹرک ڈیوڈ کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ ۱۹۵۷ء سے لاہور کے برطانوی دفتر (برٹش قونصل) سے منسلک ہیں۔ آجکل آپ کا عہدہ ایجوکیشن سیکرٹری کا ہے۔ ۴۳ سالہ دجیہ شکل و خوبصورت سراپا داؤد کی بیوی ایمنہ، ان کا صاحبزادہ سہیل رضی اور ان کی صاحبزادی صبرنیہ عالیہ

بھی آپ کے ہمراہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ محترمہ زلیخا ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ڈرامے لکھتی ہیں۔ لڑکا سہیل رضی (عمر ۱۱ سال) اور لڑکی صبیحہ عالیہ (عمر نو سال) زیر تعلیم ہیں۔

حرارت ایمانی سے مزین لاہور کا یہ معزز خاندان ریڈیو پاکستان لاہور کے بالمقابل راستے کی ایک کوٹھی میں رہائش پذیر ہے۔

کل اور آج

لاہور کے اس معزز خاندان کے حلقہ بگوش اسلام ہونے کی خبر پڑھ کر دل نور جذبات سے بھر گیا۔ یہ باور کرنا مشکل تھا کہ اُن گئے گزرے دور میں جب مسلمان من حیث القوم مفلوج و معتوب ہیں کوئی پڑھا لکھا معزز و خوشحال عیسائی خاندان مشرف بہ اسلام بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان نرالی ہے۔ وہ چاہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قتل کا ارادہ کرنے والے عمر رضؓ کو قرآن کریم کے اثر انگیز الفاظ کی تلاوت سے بہرہ ور کر کے اسی رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائے اور کبھی بظاہر ایمان کی دولت پا لینے کے باوجود عبداللہ بن ابی ایسے شخص کو منافقت کی لعنت کا طوق گلے میں پہنا دے۔ قرون اولیٰ کے قصوں پر آج کون ایمان لائے ؟ آج کے مادہ پرست معاشرہ میں کتابی حکایتوں پر

کون یقین کرے۔ اور آج کے سائنسی دور میں محض عقیدہ کی بنیاد کو کون تسلیم کرے۔ لیکن نہیں اللہ تعالیٰ پسند فرمائے تو آج بھی کفر و الحاد کے ریگ زار وں میں دینِ حق کے پھول کھل سکتے ہیں۔ آج بھی بنجر زمینیں اپنے سینہ سے سونا اگل سکتی ہیں۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ اسلام کی حقانیت، اس کی صداقت، اس کی جامعیت، اس کی ہمہ گیریت اور اس کی وسعت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ جناب عامر علی داؤد کا مسلمان ہونا اس اعتبار سے تو حادثہ نہ ہو سکتا۔ کہ آج کے مادہ پرست دور میں ایک پڑھا لکھا عیسائی نوجوان جو خوشحال زندگی بسر کر رہا ہو اسلام پر ایمان لے آئے لیکن یہ حادثہ خیز خبر پڑھنے یا سننے والے کے لیے ممکن ہو تو ہو جناب داؤد کے لیے نہیں بلکہ اس معاشرہ سے شکوہ ہے کہ لوگ آج بھی ان کے قبولِ اسلام کو کسی خارجی اثر کا نتیجہ قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ ان کا اسلام کی صداقت پر ایمان لانا ان کے ضمیر کی اس بات پر لبیک کہنا ہے اور کچھ نہیں۔ کیونکہ عرصہ دراز سے ان کے دل میں ایک خواہش، ایک کسک اور ایک خلش کارفرما تھی۔ ابتدا میں یہ ایک غیر محسوس جذبہ تھا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ جذبہ بھی بیدار ہوتا گیا۔ اور ایک وقت ایسا بھی آیا۔ کہ یہی جذبہ دل کی پکار بن کر ابھرا اور گونج بن کر ان کے دل و دماغ پر چھا گیا۔ حق کی تلاش میں ان کی روح بھٹکتی رہی۔ جناب عامر علی داؤد اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے جذباتی ہو گئے۔

ان کی آنکھوں میں ایمان کی نورانی اور چہرہ پر نور کی قندیلیں روشن ہوگئیں۔ وہ بولتے ہی جا رہے تھے۔ کہ ایک سیلاب بے کراں تھا کہ ہر چیز کو اپنے جلو میں بہائے لیے جا رہا تھا۔

تضادات کی بھرمار

میں آپ ہی کی طرح ایک انسان ہوں۔ آپ نے ٹھیک اندازہ لگایا ہے۔ مجھے بچپن ہی میں مذہب سے لگاؤ تھا۔ میں علم حاصل کرتا رہا۔ میں نورِ بصیرت کا متلاشی تھا۔ میرے والد عیسائی تھے۔ لہٰذا میں بھی عیسائی تھا۔ لیکن میرے دادا عیسائی نہ تھے۔ وہ ہندوؤں کی اونچی ذات میں سے یعنی برہمن تھے جب انگریزوں نے برصغیر پر قبضہ کر لیا۔ تو میرے دادا بھی حالات کے دھارے میں بہہ گئے۔ انہوں نے اپنا دین چھوڑ کر عیسائیت قبول کر لی۔ میرے والد بھی عیسائی ہو گئے۔ میں مذاہب کے بارہ میں سوچتا ہی رہتا تھا۔ میں کبھی تنہا نہیں رہا۔ کیونکہ تنہائی میں کتاب میری رفاقت کرتی ہے۔ مجھے مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ میں عیسائی تھا۔ مجھے عیسائیت کے بارہ میں معلومات فراہم کرنے کا بہت ہی خیال رہتا۔ کبھی کبھار کوئی ذہنی جبر کہ بھی لگتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے شاہین کا جگر اور چیتے کا تجسس دیا تھا۔ میں ایک ہی بات پر مختلف بلکہ متضاد آراء پڑھ کر بے چین ہو جاتا۔ میں پوری دیانت سے کوشش کرتا۔ کہ میں تین یا تین میں ایک کا فلسفہ

سمجھ سکوں میں نے بہت کچھ پڑھا عیسائیت پر عالمی شہرت کے نامور مقررین کے لیکچر سنے میں لفظ محبت سن سن کر پاگل ہو جاتا محبت کیا ہے؟ محبت کا فلسفہ کیا ہے؟ اس کی عملی صورت کیا ہے؟ نامور ادیبوں، پادریوں اور رہنماؤں کی تصانیف کا بڑی کاوش سے مطالعہ کرتا۔ لیکن میں اعتراف کرتا ہوں کہ میری محنت دریافت بار آور نہ ہوئی۔ میں جتنا انجیل کا مطالعہ کرتا اتنا ہی عیسائیت سے برگشتہ ہو جاتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص احسان ہے کہ میں دہریہ نہیں ہوا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اگر حقیقی لگن کے ساتھ بائیبل کا مطالعہ کرے۔ تو اس کی ناپختہ ذہنی اسے دہریت کی طرف مائل کر سکتی ہے۔

اللہ کی وحدانیت

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں رہنے والوں کی رہنمائی کے لیے اپنے پیغمبر بھیجے۔ ہم ان کی تعداد کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے۔ ہر قوم میں، ہر نسل میں اور ہر خطہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے نبی مبعوث ہوئے۔ ان سب کا مشن اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان تھا۔ وہ بعض مخصوص عقدوں کو ناخنِ تدبیر سے حل کرتے اور لوگوں کی رہنمائی کرتے لیکن میرے لیے عیسائیت کا فلسفہ الجھن بن گیا۔ کہ تین میں ایک یا ایک میں تین (تثلیث) کا مسئلہ ہے کیا۔ سچی بات یہ ہے کہ میں نے اس فلسفہ کو جس قدر پانے کی سعی کی میں اس سے اسی قدر دور ہوتا گیا۔

خود شناسی

میں بائبل کا مطالعہ کرتا۔ تو عجیب و غریب وسوسے میرے ذہن و خیال کی رعنائیوں کو گھیر لیتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک شخص نے پوچھا۔ اللہ کی بادشاہت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ پہلے تم اپنے بارے میں سوچو۔ تم کیا ہو پھر اللہ کی بادشاہت کی طرف لیکنا۔ میں سوچتا ہی رہتا۔ کہ کتنا سیدھا بہ فلسفہ ہے۔ انسان کو پہلے خود شناس ہونا چاہیئے جب وہ خود شناس ہی نہیں ہے تو وہ خدا شناس کیونکر ہو سکتا ہے؟

انسانی تخلیق کا مقصد

نومسلم وجیہہ و جوان سال عامر علی داؤد میرے مختلف سوالات کو سنتے، ان کو سمجھتے۔ نہایت اعتماد کے ساتھ ان کا جواب دیتے۔ اپنے ماضی کو کریدتے ہوئے انہوں نے بتایا۔ کہ ایک ہی سوال نے انہیں ہمیشہ بے چین رکھا۔ اور وہ یہ کہ انسان کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ اس سوال کا جواب جاننے کے لیے میں نے ہزاروں صفحات کی ورق گردانی کی۔ سینکڑوں لیکچر سنے۔ اور ہزاروں راتیں تنہا کاٹیں لیکن مجھے عیسائیت اس سوال کا جواب نہ دے سکی۔ میں کبھی کبھار کسی سے کچھ معلوم کرنے کی کوشش کرتا۔ تو میرے سوالات

کا جواب دینے کی بجائے الٹا مجھے ڈانٹ پلا دی جاتی۔ بعض اوقات مجھے کافر تک کہہ دیا جاتا۔ میں سچائی کا متلاشی تھا اور مجھی کو کفر کے فتویٰ کا پتھر کھانا پڑا۔ یہ بات میرے لیے بڑی سوہانِ روح تھی لیکن میں کبھی دل شکستہ نہ ہوا میں نے تاریخ انسانی کے بڑے بڑے باکمال لوگوں کی سیرتوں کا مطالعہ کیا ہے۔ مجھے ان سے یہی سبق ملا کہ حالات نامساعد ہوں تب بھی انسان کو دل برداشتہ نہ ہونا چاہیئے انسان دراصل شکست اس وقت کھاتا ہے جب اس کا ذہن مفلوج اور عزم و استقلال کے جذبہ سے مبرا ہو جاتا ہے۔ میری عمر اس وقت ۴۴ سال ہے یہ کچھ کم عمر نہیں خاص طور پر اس لیے کہ اوائل عمر ہی سے حقیقت حال سے باخبر ہوتے کا جذبہ میرے قلب کی گہرائیوں میں کروٹ لیتا رہا ہے اور جب مجھے میرے اس سوال کا جواب نہ ملتا کہ انسانی تخلیق کا مقصد کیا ہے تو میں بے چین ہو جاتا مجھے کہا جاتا کہ انسانی تخلیق محبت کا ردِّ عمل ہے لیکن یہ تو تخلیق کا باعث ہوا۔ مگر مخلوق کے خلق کی غایت کیا ہے اور انسان کو کیا کرنا ہے؟ اس کا دور دور تک مجھے اتا پتا نہ ملتا۔ آخر میرے وجدان نے میری رہنمائی کی۔

اللہ سجدہ پسند کرتا ہے

داؤد صاحب جب اپنے وجدان کی بات کر رہے تھے۔ تو ان کی پیشانی پر ایک عجیب کیفیت، آنکھوں میں نیا نور اور چہرے پر نئی شگفتگی پیدا ہو گئی۔

ایسا محسوس ہوتا تھا۔ جیسے چلچلاتی دھوپ میں سفر کرنے والے راہی کو کوئی گھنا سایہ میسّر آگیا ہے۔ فرمانے لگے۔ میں انسانی زندگی کا مقصد سوچ رہا تھا۔ کہ مجھے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا وقت یاد آگیا۔ جب ان کے پتلے میں روح پھونکی گئی تھی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ اپنے تمام فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کا حکم دیا سوائے ابلیس کے سبھی نے سجدہ کیا۔ اس سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب و مرغوب سجدہ ہے۔ جب اس نے اپنی ذاتی تخلیق کو سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا۔ تو اس کا منطقی اور واحد نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ کہ اب انسان بارگاہِ ایزدی میں سربسجود ہو جائے۔

انجیل نے اسلام کی راہ دکھائی

اس موقع پر میں نے داؤد صاحب کو ایک صفحہ پر لکھی ہوئی اردو عبارت دکھانا چاہی۔ انہوں نے کہا "معاف فرمایئے میں اردو نہیں جانتا۔" ان کے اس جواب نے مجھے چونکا دیا۔ اور میں یہ معلوم کیے بغیر نہ رہ سکا۔ جب آپ اردو سے نا آشنا ہیں۔ تو آپ نے مذاہب کے بارہ میں تمام تحقیق کس زبان کی کتب کے مطالعہ سے کی۔ "صرف اور صرف انگریزی"۔ یہ ایک واضح اور غیر مبہم جواب تھا اگرچہ ان کا انگریزی زبان کا لب و لہجہ بہت ہی شستہ و شگفتہ تھا۔ لیکن میں

یہ اندازہ ہرگز نہ کر سکا تھا۔ کہ وہ اردو زبان سے ہی نابلد ہیں۔ داؤد صاحب نے انگریزی زبان کا بہترین لٹریچر اپنے زیر مطالعہ رکھا۔ دینیات پر انگریزی زبان میں جو کچھ میسر آ سکا وہ ان کے نگار خانہ خیال کی زینت بنتا رہا۔ فرمانے لگے میں جوں جوں بائیبل کا مطالعہ کرتا میرے ذہن میں ایک عجیب خلا پیدا ہوتا جاتا میں اس خلا کو پر کرنے کی کوشش کرتا تو یہ خلا اور بھی بڑھ جاتا۔ میں کسی ماہر سے رجوع کرتا تو بعض اوقات سرزنش کے الفاظ آویزۂ گوش بنتے۔ اور بیشتر اوقات ان کی علمی بے بضاعتی روحانی کرب میں اضافہ کر دیتی تھی۔ پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ صرف اور صرف بائیبل ہی کا مطالعہ ہے کہ میرا ذہن اسلام کی طرف منتقل ہوا۔ اور میں نے محسوس کیا کہ یہی وہ دین ہے جو دکھی انسانیت کا سہارا ہے یہی وہ دین ہے جو کامل و اکمل ہے اور یہی وہ دین ہے جو کسی خاص زمانہ۔ خاص قوم یا کسی خاص خطہ ارض کے لیے نہیں بلکہ آنے والے تمام زمانوں، دنیا کی تمام قوموں اور دنیا کے تمام خطہ ہائے ارضی کے لیے موزون ترین ہے۔

ابتاع حضرت عیسیٰ علیہ السلام

میں سوچا کرتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ازدواجی زندگی ہی بسر نہیں کی پھر ان کو ماننے والے ازدواجی زندگی بسر کیوں کرتے ہیں۔ حضرت

عیسٰی علیہ السلام کی عمر آٹھ سال تھی جب آپ کے ختنے ہوئے۔ آخر عیسائی لوگ ختنہ کیوں نہیں کرواتے۔ قول و فعل میں یہ تضاد کیوں ہے؟ دراصل اس قسم کے تضادات ہی تھے جنہوں نے مجھے تلاش حق پر مجبور کیا۔ اور میں خدائے عزوجل کا لاکھ مرتبہ شکر ادا کروں۔ تب بھی حق ادا نہ ہو گا۔ اس نے مجھے بصیرت دی۔ اور اپنے آخری صحیح دین میں شامل ہونے کی استطاعت عطا فرمائی۔

پیارا استغفہ

اس مرحلہ پر میں نے داؤد صاحب کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا۔ ذہنی کرب کے آثار ان کے چہرے پر نمایاں تھے۔ ان سے بہت کچھ معلوم کرنا تھا۔ بعض باتیں بالکل سیدھے طریقہ پر معلوم نہیں ہوتیں۔ ان کے لیے مثبت کی بجائے منفی انداز اختیار کرنا پڑتا ہے میں نے بھی کچھ ایسا ہی کیا۔ میرا سوال یہ تھا۔ داؤد صاحب! الحمد للہ! آپ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ زیادہ مسرت کی بات یہ ہے۔ کہ آپ مختلف مذاہب کا مطالعہ کرنے کے بعد حقانیت اسلام پر ایمان لائے لیکن ایک بات ابھی تک مبہم ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ آپ کا تمام تر طرز منفی رہا ہے۔ آپ عیسائی تھے۔ آپ عیسائیت ہی میں تلاش حق کرتے رہے لیکن آپ کو جگہ جگہ تضادات کے فساد کا سلسلہ۔ آپ کا ذہن برگشتہ ہو گیا آپ کا خیال ویران ہو گیا لیکن بتلائیے؟ آپ کا نظریہ کیا برحق ہیں۔ آپ۔

کا مطالعہ بڑے بوڑھوں سے بھی سبقت لے گیا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں
کہ آپ تضادات کا شکار ہو کر پکے ہوئے پھل کی طرح اسلام کی جھولی میں آگرے
ہیں۔ آخر آپ نے یہ کیوں کر تحقیق کر لیا کہ آپ جس دین کو اختیار کر رہے ہیں وہ واقعی
احسن و اکمل ہے تمام زمانوں کے لیے ہے۔ تمام زمینوں کے لیے ہے۔ تمام
قوموں کے لیے ہے۔ آپ کے اس مفروضہ کی بنیاد کیا ہے؟

مطالعہ قرآن نے تبدیلی پیدا کر دی

میں اپنے سوال کو شب ہجر کی طرح طویل کرتا جا رہا تھا۔ اور داؤد صاحب
سوال کے ایک ایک جز کا جواب دینے کے لیے ماہی بے آب کی طرح بیتاب
تھے۔ فرمانے لگے "اتنا تلخ سچ" اچھا کیا آپ نے یہ سوال بھی کر دیا۔ حقیقت یہ
ہے کہ مجھے یہ گرسنگی تضادات سے ہوئی۔ اور ان تضادات نے میرے سینے میں
یہ نئی تڑپ پیدا کی۔ کہ آخر سچائی کیا ہے۔ تو میں نے سچائی کی تلاش شروع
کر دی۔ میں نے اسلام کا مطالعہ شروع کر دیا۔ قرآن مجید کا انگریزی مطالعہ میرا
محبوب مطالعہ تھا۔ میں حیران تھا کہ میں قرآن مجید کا جوں جوں ترجمہ پڑھتا۔
توں توں میرے خیالات میں ایک غیر محسوس سی تبدیلی پیدا ہونے لگتی۔ یہ بات
میرے تحت الشعور میں رچ بس گئی۔ کہ اسلام کی حقیقت بھی معلوم کرنی
چاہیئے۔ میں نے اس کی نظریاتی بنیاد (تھیوری) کو جانچا۔ میں نے محسوس کیا

قرآن کا پیغام آفاقی ہے۔ اس کا خطاب عوام الناس سے ہے۔ اس کی رسائی ہر حصہ سے ہے۔ میرا مطالعہ بڑھتا گیا۔ اور یہ بات حق الیقین کی حد تک پختہ ہوگئی کہ نظریاتی اعتبار سے اسلام دنیا کے ہر مذہب سے بہتر مذہب ہے۔

میں نے زبور، تورات اور انجیل کے مطالعہ سے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا علم حاصل کیا

آپ نے شاید یہ سمجھا کہ میں عیسائیت کی تعلیم میں تضادات کا شکار ہو کر دین سے برگشتہ ہو گیا۔ آپ نے یقیناً درست اندازہ کیا لیکن میرے بھائی میں نے اسلام کو خوب سوچ سمجھ کر قبول کیا ہے۔ آپ ہی بتائیے کیا زبور، تورات اور انجیل اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابیں نہیں ہیں؟ آپ یقیناً اس کا جواب اثبات میں دیں گے لیکن کیا آپ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ مقبول کتابیں اپنی اصلی حالت میں ہیں جس حالت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا۔ اس کا جواب آپ ہی نہیں۔ بلکہ خود ان کتابوں کے ماننے والے بھی صرف اور صرف نفی میں دیں گے۔ ان کتابوں کا کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ ان کتابوں میں تحریف نہیں ہوئی۔ ان میں یقیناً تبدیلیاں ہوئی ہیں اور بلا ارادہ

زمانہ کے ہاتھوں ان کتابوں کی اصل ہی غائب ہو چکی ہے۔ اب تو جو کچھ ہے
وہ محض ڈھونگ ہے لیکن میں نے ان کا جب بغور مطالعہ کیا تو ان کتابوں ہی
سے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا حال جانا۔ میں بڑے بڑے
پادریوں کے پاس گیا۔ انہیں ٹوکا۔ انہیں یاد دلایا اور انہیں بالاصرار کہا تم
لوگوں کو دھوکہ کیوں دے رہے ہو۔ تم لوگوں کو کیوں نہیں بتلاتے کہ محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں تم انہیں اپنے مکر و فریب کے
دامِ تزویر میں کب تک پھنسائے رکھو گے۔ لیکن میری کسی نے نہ سنی۔ نقار خانہ میں
طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ میں ذہنی پراگندگی کی حالت میں قرآن مجید کی
طرف رجوع کرتا مجھے ایک عجیب لذت محسوس ہوتی میں عربی نہیں جانتا میں
اس نعمت سے محروم ہوں لیکن یقین کیجیے۔ کہ قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ ہی سے
مجھے عجیب حظ ملتا۔ اور میں سوچتا ہی رہتا کہ زبور، توراۃ اور انجیل کے بارہ
میں جس قدر یقین کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ ایک دور گزر جانے
کے بعد دوسرے دور میں ان میں تبدیلیاں کی گئیں بالکل اتنے ہی یقین کے
ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جب سے قرآن مجید محمد عربی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا اس وقت سے اب تک اس میں ایک لفظ ایک
حرف، ایک شوشہ اور ایک زیر زبر تک کی بھی کمی نہیں آئی۔ اللہ اللہ قرآن مجید
کے سچا ہونے کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ اور جب یہ

بات اس حد تک پہنچی ہے کہ انسان جھوٹ کا تصوّر بھی نہ کر سکے تو پھر اس پر ایمان ہی کیوں نہ لایا جائے۔

اسلام اس دنیا کا آخری، احسن، اکمل مذہب ہے۔ یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے۔ آج دوسرے مذاہب کے لوگ اسے تسلیم نہیں کرتے۔ تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ یا تو دنیوی جاہ و جلال کا شکار ہیں یا حرص و طمع کا۔ بات کچھ بھی ہو سچائی کا اس سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ میں نے تمام مذاہب کا تقابلی مطالعہ کیا ہے۔ اور یہ مطالعہ برس ہا برس پر محیط ہے لیکن اس طویل مطالعہ کے باوجود میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ اسلام ہی دنیا کا واحد سچّا اور مکمل دین ہے۔ تمام نبی برحق ہیں۔ تمام کتابیں برحق ہیں۔ لیکن ہر نبی ایک خاص وقت میں، ایک خاص دور میں اور ایک خاص قوم کے لیے مبعوث ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک خاص وقت، ایک خاص قوم اور ایک خاص علاقہ کے لیے مبعوث ہوئے لیکن جب اللہ کے آخری رسول محمّد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تشریف لائے تو پچھلی تمام شریعتیں منسوخ ہو گئیں اور ان کی جگہ شریعت محمدی کا نفاذ ہوا جو قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

میں ابھی اپنے تقابلی مطالعہ کی کئی باتیں منظر عام پر لانا نہیں چاہتا لیکن جس طرح وقت نے مہلت دی یا تقاضا کیا۔ اسی طرح ہر گرہ خود بخود کھلتی جائیگی اور میں اپنے مطالعہ کا حق ادا کرتا ں گا۔

آپ نے مجھ سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ میں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے کس کس عالم دین سے رجوع کیا۔ میرا جواب واضح ہے۔ اور وہ یہ کہ میں نے کسی سے بھی رجوع نہیں کیا۔ میں نے براہ راست قرآن مجید سے نور بصیرت حاصل کیا۔ میں نے اپنے ذہن وخیال کی ہر کجی (یا کمی) کو اکابر دین کے اسوۂ مبارک سے پورا کیا۔ بلاشبہ میں بہت سے اصحاب ۔ میرٹ سے ملا ہوں۔ میں نے ان سے دین اسلام کے بارہ میں بہت کچھ پوچھا ہے لیکن ان ملاقاتوں کا قبول اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو کیا آپ نے صرف تصوری (نظریہ) کی حد تک صحیح تسلیم کرنے کے بعد ہی اپنانے کا فیصلہ کیا ہے؟ نہیں میرے بھائی! میں اپنے ذہن کی ساخت کے اعتبار سے تصوری کے ساتھ ساتھ پریکٹس (عمل) میں دیکھا تب ہی اسے دنیا کا بہترین مذہب پایا۔ میرے سامنے ہادیٔ اسلام حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حیات طیبہ ہے۔ وہ زندگی بسر کر کے کیا بہترین نمونہ چھوڑ گئے ہیں۔ انہوں نے شادیاں کیں۔ انہوں نے دکھ بھرے مصائب برداشت کیے۔ آلام سے دوچار ہوئے۔ بیماریوں کا شکار ہوئے مختلف حالات بسر کیں۔ ان کی زندگی کا ایک ایک حصہ ہم لوگوں کے لیے بہترین درس کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کی زندگی پردہ ایسی نہیں پوشیدہ تھی۔ ظاہر ہے جب ہادیٔ اسلام (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی انفرادی، معاشرتی اور مجلسی زندگی اتنی عظیم و جلیل ہے تو پھر تصوری کے لحاظ اسلام

کی پریکٹس پر بھی ایمان لانا پڑتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے بعد صحابہ کرام کی حیاتِ طیبہ کا بھی مطالعہ کیا۔ اللہ اللہ اسلام کا کتنا جمیل و جلیل نظامِ حکومت ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کی خلافت ہو تو ایک کتا بھی بھوکوں نہ مرے۔ اور سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کا دور ہو تو وہ کنگ رچرڈ کی کسی عیاری مکاری کا بھی شکار نہ ہوتا تھا۔ اب اہلِ اسلام جس زبوں حالی کا شکار ہیں۔ اس کا تعلق اسلام سے ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ یہ سب کچھ اہلِ اسلام کی اسلام سے برگشتگی اسلامی اصولوں سے انحراف اور ذاتی و اجتماعی زندگی میں دنیوی لعو و لعب کا نتیجہ ہے۔ ظاہر ہے کہ میں کسی فرد یا افراد کے اعمال کو اسلام تسلیم نہیں کرتا ہوں تو اسلام کو براہ راست قرآن مجید سے سمجھنا اور اس کی عملی تفسیر دین کے اکابر کی زندگی میں تلاش کرتا ہوں۔

میں نے دیکھا کہ ایک ٹرین میں اگر مسلمان، عیسائی اور ہندو یا پارسی وغیرہ سفر کر رہے ہوں تو مسلمان وہ واحد شخص ہے جو کسی مذہبی منافقت کا شکار نہیں ہوتا۔ اسے اپنی بے عملی کے باوجود اپنے خدا سے ایک حقیقی تعلق ہے۔ اور جب نماز کا وقت آتا ہے تو وہ اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ وہ کس ماحول میں ہے دکھاں ہے۔ اپنے اللہ کی بارگاہ میں سربسجود ہو جاتا ہے۔ جب کہ یہ لذت کسی بھی دوسرے مذہب میں نہیں۔ ان کی عبادت ان کے عبادت خانوں تک محدود ہے لیکن اسلام ایک ایسا ہمہ گیر مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

اس کے ماننے والوں کے لیے اس تمام زمین کو اس کے لیے عبادت کی جگہ بنادیا ہے۔ اسلام کی ہمہ گیری کا اس سے بڑھ کر ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ جگہ کی حدود کا بھی قائل نہیں۔ یہ رنگ و نسل کو بھی قبول نہیں کرتا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پہلے جتنے بھی نبی آئے ہیں۔ ان سب کو سچا اور اللہ کا بھیجا ہوا بھی تسلیم کرتا ہے میں نے اسلام کا مطالعہ کیا۔ میں نے ہادی اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی سیرت کا مطالعہ کیا میں نے اکابر اسلام کی زندگیوں کو کھنگالا مجھے ہر جگہ سچائی ہی سچائی نظر آئی۔ اور جب میں خود اس نتیجے پر پہنچا کہ سجدہ بہترین عبادت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب و مرغوب ہے۔ تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھک گیا میں نے نماز پڑھی یقین کیجیے کہ جب میں سجدہ میں تھا۔ تو میں نے ایسا محسوس کیا کہ اب میرے اور میرے خالق کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ قرب اور اس سے براہ راست تعلق صرف اسلام ہی مہیا کر سکتا ہے۔ اور یہ مجھ جیسے متلاشی حق کی روحانی تسکین کا سبب بن سکتا ہے۔ اس لیے خاطر جمع رکھیے میں نے اسلام کو سمجھا، دیکھا اور پرکھا ہے اسے بہترین مذہب پایا تب اسے قبول کیا۔

مجھے فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت اچھے بچے عطا کیے ہیں۔ ایک بیٹا ایک بیٹی۔ میری بیٹی ابھی چار سال کی تھی۔ کہ میں نے اسے ایک عیسائی اسکول میں داخل کرا دیا۔ وہاں کچھ مسلمان بچیاں بھی تعلیم حاصل کرتی تھیں استانی نے

کہا۔ اب دینی تعلیم کا وقت ہے۔ جو بچیاں عیسائی ہیں وہ گرجے میں چلیں۔ میری بیٹی صبیحہ عالیہ اپنی نشست پر بیٹھی رہی۔ واپسی پر استانی نے پوچھا تم کیوں نہیں گئی۔ تو اس نے تن کر جواب دیا ہم مسلمان ہیں۔ یہ جواب سن کر وہ استانی تصویر حیرت بن گئی۔ ہیڈ مسٹریس نے ہمیں واقعہ کی اطلاع کی۔ میں خود حیران رہ گیا۔ میری چار سالہ بیٹی ہے۔ جو عیسائی باپ اور عیسائی ماں کے بطن سے ہے۔ اس نے خود کو مسلمان کیوں کر کہا۔ بہر حال میں نے سکول والوں سے کہا۔ یہ میری بیٹی کا معاملہ ہے۔ میں اس بارے میں کچھ مداخلت نہیں کر سکتا لیکن یہ بات جو آج سے پانچ سال پہلے کی میرے دل و دماغ کو آج بھی ایک عجیب استفہام کا شکار بنا رہی ہے۔ آخر چار سالہ معصوم بچی نے ایسا ٹھوس جواب کیسے دیا۔ یہی حال میرے لڑکے کا ہے۔ جو ذہنی طور پر مسلمان ہے مجھے میرے اکثر دوست مسلمان کے طور پر ہی جانتے تھے۔ رہا میری بیوی کا مسئلہ۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ وہ اپنے اصلی دین کی طرف خود اور برضا و رغبت واپس لوٹ آئی ہے۔ اس کے والد مسلمان تھے لیکن انگریزوں کے دور میں عیسائی ہو گئے تھے۔ وہ عیسائی باپ کی بیٹی ہونے کے باوجود خیالات کے اعتبار سے کبھی عیسائی نہ تھی۔

الحمد للہ! اب میں مسلمان ہوں۔ گذشتہ جمعہ جب میں نے شاہی مسجد لاہور کے خطیب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی کی موجودگی میں اسلام

قبول کیا۔ تو میں نے ایسا محسوس کیا کہ اب میں اس دنیا کا ایک آزاد انسان ہوں
میں اس پرندہ کی طرح ہوں جو قفس سے آزاد کر دیا گیا ہوں۔ اب میں ایک
وسیع تر برادری کا رکن بن گیا ہوں۔

اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے جو سب سے بڑی دولت ملی ہے وہ
قرب الٰہی ہے۔ اب میرا رشتہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست ہے۔ میں جب
نماز پڑھتا ہوں تو ایسا محسوس کرتا ہوں کہ اپنے رب سے ہم کلام ہوں۔ ظاہر ہے
جس شخص کا رشتہ براہ راست اس دنیا کے خالق و مالک سے مل جائے وہ
پھر کسی معاشرہ یا گروہ کے طعن و تشنیع کو کیوں کر خاطر میں لا سکتا ہے۔ میں
مدت سے ایک ایسے آئینہ کی تلاش میں تھا جس میں میرا چہرہ صاف نظر آئے
الحمد للہ! اسلام کی شکل میں میرے اللہ نے مجھے وہ آئینہ عطا کر دیا ہے۔ اب
میری خواہش صرف یہ ہے کہ بچوں کو دینی تعلیم دلانے کا خاص اہتمام کیا جائے۔
میرے بچے تو دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ میں اپنے تمام مسلمانوں کے بچوں کی
بات کر رہا ہوں۔ کیونکہ دینی تعلیم ہی ہمیں صحیح مسلمان بنا سکتی ہے۔ اور صحیح
مسلمان ہی معاشرہ میں اپنا صحیح مقام پہچان سکتا ہے۔ اور صرف اسی طرح ہم
عالمی برادری میں اپنا کھویا ہوا مقام پا سکتے ہیں۔ میں یہ بات بھی پورے اعتماد
کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہمارا دین اسلام ایک جامع دین ہے۔ جو ہماری زندگی
کے ہر گوشہ پر محیط ہے۔ یہ بات غلط ہے کہ دین اور دنیا دو جدا جدا چیزیں

ہیں۔ بلکہ میں اپنے وسیع تر مطالعے کی بنیاد پر کہہ سکتا ہوں کہ اسلام ہی وہ صحیح و اکمل دین ہے جس میں معاشرت اور سیاست ترازو کے دو پلڑے ہیں۔ کسی کو کسی سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارا دین ریاکاری نہیں بلکہ راست گوئی سکھاتا ہے۔ اس لیے یہ دین سیاست سے جدا نہیں۔ بلکہ سیاست اس کا ایک حصّہ ہے:

○

میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟

نماز کے منظر نے میری کایا پلٹ دی

اسلام مساوات کی عملی مثال قائم کرتا ہے

امریکی سیاہ فاموں نے "سیاہ قوت" کے نام پہ امریکہ میں جو معاشرتی اکھاڑ پچھاڑ کی ہے۔ اس سے بیشتر لوگ آگاہ ہیں۔ سیاہ فام امریکی تین سو سال تک سفید فاموں کے ظلم و ستم سہتے رہے۔ علیحدگی کی زندگی گزارتے رہے۔ پھر انہوں نے ڈاکٹر مارٹن لوتھر کنگ کی معتدلانہ قیادت اور باتوں سے ہٹ کر

بڑی تیزی سے جنگجویانہ رویہ اختیار کیا۔ سفید فاموں کے استبداد کا جواب دہشت گردی سے دیا جانے لگا۔ امریکہ میں ۱۹۶۵ء سے لے کر ۱۹۶۸ء تک خوفناک نسلی فسادات ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ امریکی دارالحکومت کے بعض حصے بھی آگ کی نذر ہو گئے۔

اگرچہ "سیاہ قوت" کی اس تحریک نے کچھ تعمیری نتائج بھی پیدا کیے ہیں لیکن اس کی بنیاد اصل میں "مایوسی اور احساسِ شکست" پر ہے۔ اب تحریک گروہ بندیوں اور اختلافات کا شکار ہو چکی ہے۔ تاہم مجھے پہلی بار جس چیز نے اسلام سے متعارف کرایا وہ سیاہ فاموں کے ساتھ سفید فاموں کا ذلت آمیز اور ناقابلِ برداشت سلوک تھا۔ ملک الشہباز (میلکم ایکس) نے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کی تبلیغ اور اسلامی تعلیمات کا پرچار شروع کیا تو میری توجہ اسلام پر مرکوز ہو گئی۔ اور میں یہ سوچنے لگا کہ امریکی سیاہ فاموں اور امریکی معاشرہ کے مسائل کا حل سوشلزم، سرمایہ داری یا اشتراکیت میں مضمر نہیں ہے بلکہ اسلام ہی یہ مسائل حل کر سکتا ہے۔

میں نے اپنی ذہنی تبدیلی کے باوجود میلکم کی تحریک میں شرکت نہ کی۔ کیونکہ اس وقت میں عیسائی فرقہ "جیہووا ز وٹنسز" کا نوجوان پادری تھا۔ میں عیسائیت کو ترک کر کے اسلام قبول کرنے سے ہچکچا رہا تھا۔ تاہم میں اسلام کے پیغام پر غور و خوض کرتا رہا۔ بعد ازاں مجھے اپنے فرقے کے بعض

عقائد سے سخت اختلافات ہو گئے۔ اور میں نے یہ فرقہ چھوڑ دیا۔ اس فرقہ کی طرف سے کئی بار مسیحؑ کی دوبارہ آمد کی تاریخیں مقرر کی گئیں لیکن ہر بار یہ تاریخ غلط ثابت ہوئی۔ علاوہ ازیں اس فرقہ کی اخلاقیات کا حال بھی پتلا تھا اس فرقہ سے علیحدگی کے بعد میرا رجحان کچھ کچھ یہودیت کی طرف ہو گیا۔ اور میں نے عبرانی زبان بھی سیکھنی شروع کر دی لیکن یہودیوں میں رہ کر مجھے سکون اور اطمینان نہ ملا۔ ہر موقع پر اور ہر بار ان کے نسلی اختلافات سامنے آجاتے اور میں یقین کرنے پر مجبور ہو گیا کہ نسلی برتری کا احساس رکھنے والے روشن خیال امریکی یہودی مجھ ایسے سیاہ فام کو اپنی برادری میں بھائی کے طور پر کبھی جگہ نہیں دیں گے۔ اس کے بعد میں نے مذہب کی طرف توجہ نہ دی۔ اور امریکی شہروں کی تاریک آبادیوں میں مفلوک الحال اور ستم رسیدہ لوگوں کی امداد کرنے لگا۔ میں ۱۹۶۷ء میں کولمبیا کے جیل خانہ میں سماجی کارکن کے طور پر کام کر رہا تھا کہ مجھے پھر اسلام کی آواز سنائی دی۔ جیل میں بہت سے ایسے قیدی تھے جو ایک فرقہ "سیاہ فام مسلمان" سے تعلق رکھتے تھے۔ اگرچہ اس فرقہ کا اسلام مکمل اور صحیح اسلام نہیں تھا تاہم ان کا اسلام بھی اپنے پیروکاروں کو بہتر انسان بننے کی تعلیم دیتا تھا۔ اور عیسائیوں کے مختلف فرقے اس قسم کی تعلیم نہیں دیتے تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ سیاہ فام مسلمان قیدیوں کا طرزِ عمل بہت اچھا ہے اور وہ معاشرے میں اپنی بحالی کے دل سے خواہاں

ہیں میں نے ان مسلمان قیدیوں میں دلچسپی لینی شروع کر دی۔ ایک دن حسنِ اتفاق سے مجھے اپنا ایک پرانا دوست ملا کسی زمانہ میں وہ بھی میری طرح پادری تھا۔ اب اس میں ایک مکمل تبدیلی آ چکی تھی۔ زندگی کے متعلق اس کا نظریہ صحت مند اور پُر اعتماد ہو چکا تھا اور وہ خوش و خرم نظر آ رہا تھا فطری طور پر میں نے اس سے اس تبدیلی کا سبب پوچھا۔ ایک سیاہ امریکی معاشرے میں اس قدر خوش و خرم کس طرح نظر آ سکتا تھا؟ میرے دوست کا جواب سیدھا سادہ تھا۔ اس نے کہا۔ اس تبدیلی کا راز اور میری خوشی کا سبب صرف اور صرف "اسلام" ہے۔ اس نے کہا۔ کہ اسلام پر عمل کرنے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں جھکنے سے وہ تمام مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ جو "سیاہ قوت" کبھی حل نہیں کر سکتی۔ اس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور رہنمائی ہر طرح کی نفرت، حقارت اور سفید اور حاوی اور غالب ہے۔ اس نے مجھے واشنگٹن کے اسلامی مرکز میں مدعو کیا۔ اور میں نے اس کی دعوت قبول کر لی۔

مجھے اس مرکز میں پہلی بار جا کر جو لذّت اور فرحت نصیب ہوئی۔ اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ میں اس مرکز کی پُر شکوہ عمارت سے متاثر ہوا تھا یا قرآن خوانی نے مجھ پر اثر کیا تھا۔ مجھے جس چیز نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ نماز تھی۔ سب مسلمان امیر و غریب

ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر ایک ہی خدا کے حضور جھکے ہوئے تھے۔ اس منظر نے میری کایا پلٹ دی۔ اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے مجھے صبر و سکون کا خزانہ مل گیا ہے۔ اس سے پہلے میں امریکی معاشرہ میں اپنے تجربات کے پیش نظر یہ ماننے کو نہیں تیار تھا کہ کسی معاشرہ کی بنیاد اخوت و مساوات ہو سکتی ہے لیکن یہاں سب لوگ اخوت و مساوات کے رشتہ میں منسلک تھے۔ ان میں سفید فام سیاہ فام امریکی چینی عرب افریقی کا کوئی امتیاز نہیں تھا میں نے اس تبدیلی کے بعد یہ محسوس کیا اور دیکھا ہے کہ اسلام میں مساوات اور اخوت کا تصور "محض تصور" نہیں ہے بلکہ اسلام کے دائرہ میں آنے والے واقعی ایک ہو جاتے ہیں چنانچہ جب میں تیسری بار مرکز میں گیا تو میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا اقرار کر لیا اور مسلمان ہو گیا۔

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری زندگی نسلی امتیاز کی مذہبیت سے بچ گئی اب میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ میری باقی زندگی اسلام کی خدمت اور گمراہوں کی رہنمائی کے لیے وقف فرما دے۔ امریکی معاشرے کے ہر طبقے میں ایسے بہت سے لوگ موجود ہیں جو اسلام کے متعلق جاننا چاہتے ہیں۔ اب تک اسلام کو مغرب میں غلط رنگ میں پیش کیا جاتا رہا ہے۔ ایسے لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور دوسرے شدت کے منتظر بیٹھے ہیں۔

صحابہ کرام

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

غیر مسلموں کی نظر میں

مدحِ صحابہؓ

از شمس العلماء مولانا الطاف حُسین صاحب حالی

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت — ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجّت — نبیؐ نے کیا خلق سے قصد رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی

سب اسلام کے حکم بردار بندے — سب اسلامیوں کے مددگار بندے
خدا اور نبیؐ کے وفادار بندے — یتیموں کے، رانڈوں کے غمخوار بندے
وہ کفر و باطل سے بیزار سارے
نشہ میں مئے حق کے سرشار بندے

جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے — کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سر احکام دیں پر جھکا دینے والے — خدا کے لیے گھر لٹا دینے والے

ہر آفت میں سینہ سپر کرنے والے

فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

خلیفہ تھے امّت کے ایسے نگہباں — ہو گلہ کا جیسے نگہبان چوپاں

سمجھتے تھے ذمّی و مسلم کو یکساں — نہ تھی عبد و حُر میں تفاوت نمایاں

کنیز اور بانو تھیں آپس میں ایسی

زمانہ میں ماں جائی بہنیں ہوں جیسی

رہِ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ ان کی — فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ ان کی

بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی — شریعت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی

جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ

جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ

مسدس حالی صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اطاعت کرتے تھے

ہجرت سے تیرہ برس پہلے مکہ معظمہ ایک ذلیل حالت میں بے جان پڑا تھا۔ مگر ان تیرہ برسوں میں کیا ہی اثرِ عظیم پیدا ہوا۔ کہ سینکڑوں آدمیوں کی جماعت نے بت پرستی چھوڑ کر خدائے واحد کی پرستش اختیار کی۔ اور اپنے اعتقاد کے موافق وحیِ الٰہی کی ہدایت کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ اسی قادرِ مطلق سے بکثرت دلِ شدت دعا مانگتے۔ اسی کی رحمت پر مغفرت کی امید رکھتے۔ اور حسنات، و خیرات اور پاک دامنی اور انصاف کرنے میں بڑی کوشش کرتے تھے۔ اب انہیں شب و روز اسی قادرِ مطلق کی قدرت کا خیال تھا۔ اور یہ کہ وہی رزاق ہماری حوائج کا بھی خبر گیراں ہے۔ ہر ایک قدرتی اور طبعی عطیہ میں ہر ایک امر متعلقہ زندگانی میں اور اپنی خلوت و جلوت کے ہر ایک حادثے اور تغیر میں اسی کے یدِ قدرت کو دیکھتے تھے۔ اور اس سے بڑھ کر اس نئی روحانی حالت کو جس میں خوشحال اور محو رہتے تھے۔ خدا کے فضلِ خاص و رحمت باختصاص کی علامت سمجھتے تھے۔ اور اپنے کو ہر باطن اہل شہر کے کفر کو خدا کے تقدیر

کیسے ہوئے خدلان کی نشانی جانتے تھے۔ محمّد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جو ان کی ساری امیدوں کے ماخذ تھے۔ اپنا جانِ تازہ بخشنے والا سمجھتے تھے۔ اور ان کی ایسی کامل طور پر اطاعت کرتے تھے۔ جو ان کے رتبہ عالی کے لائق تھی۔ ایسے تھوڑے ہی زمانہ میں مکّہ اس عجیب تاثیر سے دو حصوں میں منقسم ہو گیا تھا۔ جو بلا لحاظِ قبیلہ و قوم ایک دوسرے کے درپے مخالف و ہلاکت تھے۔ مسلمانوں نے مصیبتوں کو تحمّل و شکیبائی سے برداشت کیا۔ اور گو یا ایسا کرنا ان کی مصلحت تھی۔ مگر تو بھی ایسی عالی ہمتی کے بردباری سے وہ تعریف کے مستحق ہیں۔ ایک سو مرد اور عورتوں نے اپنا گھر بار چھوڑا لیکن ایمان عزیز سے اپنا منہ نہ موڑا۔ اور جب تک کہ یہ طوفانِ مصیبت فرو ہوئے حبش کو ہجرت کر گئے۔ پھر اس تعداد سے بھی زیادہ آدمی کہ ان میں (حضرت) محمّد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) صاحب بھی شامل تھے۔ اپنے عزیز شہر اور مقدس کعبہ کو جو ان کی نظر میں تمام روئے زمین پر سے مقدس تھا۔ چھوڑ کر مدینہ کو ہجرت کر آئے۔ اور یہاں بھی اسی جادو بھری تاثیر نے دو یا تین برس کے عرصہ میں ایک برادری واسطے ان لوگوں کے جو حضرت محمّد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صاحب اور مسلمانوں کی حمایت میں جان دینے کو مستعد ہو گئے تیار کر دی۔

سر ولیم میور (لائف آف محمّد جلد دوم)

"محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہؓ اول درجہ کی لیاقتیں تھیں"

ایک دوسرا عیسائی فاضل گاڈ فری ہیگنس اپنی کتاب موسوم "اپالوجی فرام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں لکھتا ہے:

"کہ باوجودیکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور عیسیٰ (علیہ السلام) کی ابتدائی سوانح عمری میں ایسے حالات ہیں جن میں عجیب مشابہت پائی جاتی ہے لیکن بہت سے ایسے ہیں جن میں بالکل اختلاف ہے۔ مثلاً عیسیٰ (علیہ السلام) کے اوّل بارہ مریدوں کو نا تربیت یافتہ و کم رتبہ مانا گیا ہے بخلاف محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوّل مریدوں کے۔ کہ بجز اس کے غلام کے جو کچھ انہوں نے کام کیے ان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان میں اول درجہ کی لیاقتیں تھیں۔ اور غالباً ایسے نہ تھے کہ بآسانی دھوکہ کھا جاتے۔"
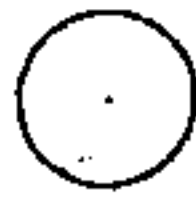
مؤرخ گبن کا بیان

عیسائی اس بات کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کے مسائل نے اس درجہ تشنہ دینی اس کے پیروؤں میں پیدا کیا کہ جس کو عیسٰی (علیہ السلام) کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے اور اس کا مذہب اس تیزی کے ساتھ پھیلا جس کی نظیر دین عیسوی میں نہیں۔ چنانچہ نصف صدی سے کم میں اسلام بہت سی عالی شان اور سرسبز سلطنتوں پر غالب آگیا۔ جب عیسٰی (علیہ السلام) کو سولی پر لے گئے۔ تو اس کے پیرو بھاگ گئے اور اپنے مقتدی کو موت کے پنجے میں چھوڑ کر چل دیئے۔ اگر بالفرض اس کی حفاظت کرنے کی ان کو ممانعت تھی تو اس کی تشفی کے لیے تو موجود رہتے۔ اور صبر سے اس کے اور اپنے ایذا رسانوں کو دھمکاتے۔ برعکس اس کے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد و پیش رہے اور اس کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر کل دشمنوں پر اس کو غالب کر دیا۔"

○

سر ولیم میور کا بیان

"جس زمانے تک مقابلہ کرنا ممکن ہے۔ اس میں تکلیفات کی برداشت کرنے اور دنیاوی لالچوں کے قبول نہ کرنے میں دونوں (حضرت مسیح

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) برابر ہیں۔ لیکن محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تیرہ برس کے موعظے نے بمقابلہ کل زمانہ زندگی مسیح کے ایک ایسا انقلاب پیدا کیا جو ظاہر میں لوگوں کی نظر میں بہت بڑا معلوم ہوتا ہے۔ مسیح کے تمام پیرو خوف کی آھٹ معلوم ہوتے ہی بھاگ گئے۔ اور ہمارے خداوند کی تعلیم نے ان پانچ سو آدمیوں کے دل پر جنہوں نے ان کو دیکھا تھا۔ خواہ کیسا ہی گہرا اثر پیدا کیا ہو۔ مگر ظاہر میں اس کا کچھ نتیجہ دکھائی نہیں دیا۔ ان میں سے کسی نے کبھی اپنی خوشی سے اپنا گھر نہیں چھوڑا تھا۔ اور نہ سینکڑوں مسلمانوں کی طرح بالاتفاق مہاجرت اختیار کی۔ اور نہ ویسا پُر جوش ارادہ ہی کسی سے ظاہر ہوا جیسا کہ ایک غریب شہر (یثرب) کے نومسلموں نے اپنے خون کے عوض اپنے پیغمبر کے بچانے میں کیا۔

چاروں خلفا مجسّمہ اخلاص تھے۔ پہلے چاروں خلیفوں کے اطوار یکساں صاف اور ضرب المثل تھے۔ ان کی سرگرمی و دلدہی اخلاص کے ساتھ تھی۔ اور ثروت و اختیار پا کر بھی انہوں نے اپنی عمریں ادائے فرائض اخلاقی و مذہبی میں صرف کیں پس یہی لوگ محمّد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ابتدائی جلسہ کے شریک تھے۔ جو بیشتر اس سے کہ اس نے اقتدار حاصل کیا یعنی تلوار پکڑی۔ اس کے جانبدار ہو گئے۔ یعنی ایسے وقت میں کہ وہ طرفت آزار ہوا اور جان بچا کر اپنے ملک سے چلا گیا۔ ان کے اوّل ہی اوّل تبدیل

مذہب کرنے سے ان کی سچائی ثابت ہوتی ہے۔ اور دنیا کی سلطنتوں کے فتح کرنے سے ان کی لیاقت کی قوت معلوم ہوتی ہے ۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت

آخری دم تک ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل و دماغ کی صفائی اور لیاقت کا مطلع مکدر نہ ہوتے پایا۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری دن بار یابی دی۔ اور معاملات کی نازک صورت کو جانچ کر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ ایک دستہ فوج تیار کر کے جانب عراق روانہ کریں۔ بیماری کی حالت میں زندگی کی بے ثباتی اور ناپائیدار زینت کے متعلق مضمون ان کی زبان پر جاری رہا۔ ایک شخص نے جو آپ کے بستر مرگ کے پاس بیٹھا ہوا تھا زمانہ جاہلیت کے ایک شاعر کے کچھ اشعار مناسب حال پڑھے۔ آپ ناراض ہوتے اور فرمانے لگے کہ ایسا مت کہو بلکہ یوں کہو وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۔

آخری کام جو انہوں نے کیا۔ وہ یہ تھا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بلایا۔ اور انہیں نصیحت کی اور فرمایا کہ میری آخری وصیت

یہی ہے کہ درشتی اور سختی کو، نرمی اور لینت کو ساتھ ملائے رکھنا۔ تھوڑی دیر کے
بعد ان پر غشی کا عالم طاری ہونے لگا۔ اور نزع کے وقت کو قریب پہنچتا دیکھ
کر ان الفاظ کو زبان پر لا کر جان بحق تسلیم ہوئے۔ یا اللہ ایسا کر کہ میں سچا
مومن مروں۔ یا اللہ مجھے ان لوگوں کے گروہ میں اٹھا جن کو تو نے برکت
بخشی ہے۔

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو برس اور تین مہینے عہد حکومت کے
بعد ۲۲ اگست ۶۳۴ء کو رحلت فرمائی۔ آپ کی خواہش کے بموجب غسل
میت انہیں ان کی بیوی اور آپ کے بیٹے عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے دیا۔ تکفین آپ کی انہیں کپڑوں میں ہوئی جو وفات کے وقت پہنے
ہوئے تھے کیونکہ انہوں نے فرمایا تھا کہ نئے کپڑے زندوں کے لیے
موزوں ہیں۔ اور پرانے کپڑے جسم بے جان کے لیے۔ جن اصحاب نے نبی
اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جنازے کو کندھا دیا تھا۔ وہی ابوبکر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ بردار ہوئے۔ انہیں اسی مزار میں دفن کیا گیا جس میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آرام فرما تھے۔ خلیفہ مغفور کا سر اپنے
آقا کے بازو کے برابر تکیہ زن تھا۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازے
کی نماز پڑھائی۔ جنازے کو بہت دور نہیں جانا تھا۔ صرف مسجد نبوی کا صحن
طے کرنا تھا۔ کیونکہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی مکان میں انتقال فرمایا۔

جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے رہنے کے لیے اپنے مکان کے سامنے تجویز فرمایا تھا۔ اور جہاں سے مسجد نبوی کے کشادہ صحن پر نگاہ پڑتی تھی۔ ابوبکرؓ نے اپنی خلافت کے زمانے کا اکثر حصہ اسی مکان میں بسر کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے بعد ۶ مہینے تو البتہ پہلے کی طرح زیادہ تر سنح میں ان کا قیام رہا۔ جو مدینے کے نواح میں واقع ہے۔ یہاں پر ان کا مسکن ایک سادہ سا مکان تھا۔ جو کھجور کے تختوں سے پٹا ہوا تھا۔ اس مکان میں وہ اپنی بیوی حبیبہ کے اعزہ و اقارب کے ساتھ رہتے تھے۔ حبیبہ سے ان کی شادی اس وقت ہوئی جبکہ وہ مدینے میں تشریف لائے تھے۔

ہر صبح ابوبکر صدیق رضؓ سوار ہو کر یا پیادہ پا مسجد نبوی کی طرف جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی حین حیات میں فرمانروا رہے تشریف لے جاتے تھے تاکہ امور مملکت کو انجام دیں۔ اور ان کی غیر حاضری میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے قائم مقام ہوتے تھے۔ ہاں جمعہ کے دن جبکہ کوئی خطبہ یا وعظ کہنا ہوتا تھا۔ تو وہ دوپہر تک گھر میں رہتے تھے۔ اس دن لباس کے پہننے میں ذرا زیادہ احتیاط اور صفائی کو مدّنظر رکھتے تھے۔ اس سیدھے سادے مکان میں اوائل عمر کی سادگی اور روکھی پھیکی طرز زندگی کو مرعی رکھا۔ گھر کی بکریوں کے لیے چارہ آپ خود لاتے تھے۔ اور ان کا دودھ

آپ خود دوہتے تھے۔ اوّل اوّل تو آپ نے اپنے خانگی اخراجات کی کفالت کے لیے تجارت کا سلسلہ جاری رکھا۔ مگر جب آپ کو معلوم ہُوا کہ ایسا کرنے سے انتظام سلطنت میں فرق آتا ہے۔ تو آپ نے سب کاموں کو چھوڑ دینا اور اپنے گھر کے خرچ کے لیے ۶ ہزار درھم سالانہ کی رقم قبول کرنا منظور فرمالیا۔ چونکہ سنخ مسجد نبوی سے بہت فاصلے پر واقع تھا۔ اور مسجد نبوی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے زمانے سے سلطنت کے امور طے ہوتے چلے آتے تھے۔ اس لیے آپ نے یہاں نقل مکان کرلیا۔ اور ساتھ ہی بیت المال کو بھی یہیں لے آئے۔ اسلام کا بیت المال ان دنوں نہایت سادہ سا تھا۔ نہ تو اس کے لیے پہرہ اور چوکیدار کی ضرورت ہوتی تھی۔ نہ حساب کے دفتر کی احتیاج۔ خراج کی آمدنی غربا میں تقسیم کردی جاتی تھی یا سامان جنگ اور اسلحہ پر صرف ہوتی تھی۔ مال غنیمت جب آتا تو آتے ہی یا آنے کے بعد دوسری صبح کو تقسیم کردیا جاتا۔ اس تقسیم میں سب کا حصہ برابر ہوتا تھا۔ نومسلم اور دیرینہ مسلم ذکور و اناث، غلام و احرار سب مساوی حصہ کے مستحق تھے۔ بیت المال اسلام پر ہر مومن غریب کا ایک سا دعویٰ ہوتا تھا۔ آپ کی وفات پر عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بیت المال کو کھلوایا تو معلوم ہُوا کہ صرف ایک دینار باقی ہے۔ جو شاید بااتفاق تھیلیوں میں سے گر پڑا تھا۔ یہ دیکھ کر سب کے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے۔ اور انہوں نے آپ کے لیے دعائے

مغفرت آگی۔ آپ نے بیت المال میں سے جو کچھ بطور وظیفہ لیا تھا۔ اسے بھی آپ نے روا نہ رکھا۔ لہذا وفات کے وقت آپ نے حکم صادر فرمایا کہ بعض قطعی اراضی جو میری ملکیت سے ہیں فروخت کی جائیں اور جو قیمت وصول ہو۔ اس میں سے بقدر اس روپے کے جو میں نے بیت المال میں سے لیا ہے بیت المال میں واپس داخل کر دیا جائے۔

ابوبکرؓ کی طبیعت نہایت ہی حلیم اور نرم واقع ہوئی تھی۔ آپ یہاں تک نرم دل تھے کہ لوگوں نے آپ کو "ٹھنڈی سانس بھرنے والا" کا خطاب دے رکھا تھا۔

تزک و احتشام اور عظمت و شوکت جو درباروں کے ساتھ لازمی طور پر وابستہ ہوا کرتے ہیں۔ ان کے دربار میں نام کو نہ تھے۔ امور مملکت کے طے کرنے میں وہ نہایت مستعد اور سرگرم تھے۔ وہ اکثر راتوں کو اکیلے نکل جایا کرتے تا کہ محتاجوں اور ستم رسیدہ لوگوں کی حاجت برآری اور شنوائی کریں۔ اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک دفعہ انہیں ایک اندھی غریب بیوہ کا پرسان حال پایا جس کی حاجت برآری کے لیے خود تشریف لاتے تھے۔ محکمۂ عدالت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سپرد کیا گیا۔ مگر روایت ہے کہ سال بھر کے عرصے میں مشکل سے دو دفعہ بھی مقدمے کے لیے نہیں آئے ریاست کی مہر پر الفاظ نعم القادر اللہ کندہ تھے خطہ کتابت

کا کام علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سپرد تھا۔ اعلیٰ عہدوں اور اعلیٰ فوجی خدمتوں کے لیے اپنے نائبوں کے انتخاب میں آپ نے کبھی طرفداری یا رعایت کو مدنظر نہیں رکھا۔ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں عزیمت اور استقلال کی کچھ کمی نہیں تھی۔ اسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے زیر کمان فوج روانہ کرنا اور مشرک قوموں کے برخلاف مدینہ کو محفوظ رکھنا اور وہ بھی ایسی حالت میں کہ آپ تن تنہا تھے اور چاروں طرف گویا ایک کالی گھٹا چھا رہی تھی۔ اس عزم اور جرأت کا شاہد ہے۔ جو فتنہ و فساد کی آگ بجھانے اور بغاوت فرو کرنے میں بہ نسبت کسی بات کے زیادہ کارآمد ثابت ہوا۔ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قوت کا راز وہ ایمان راسخ تھا جو آپ حضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پر لاتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے خلیفۂ خدا مت کہو میں رسول خدا کا خلیفہ ہوں۔ آپ کو ہمیشہ یہی سوال مدنظر رہتا تھا کہ حضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا کیا حکم تھا یا اس وقت وہ ہوتے تو کیا کرتے۔ اس سوال کے جواب پر عمل کرتے وقت وہ سرمو تجاوز نہ فرماتے تھے۔ اور اس طرح پر آپ نے شرک و بت پرستی کو پامال کر دیا۔ اور اسلام کی بنیاد استوار قائم فرمائی۔ آپ کا عہد مختصر تھا۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد اور کوئی ایسا نہیں ہوا جس کا اسلام کو ان سے زیادہ ممنون اور مرہون احسان ہونا چاہیئے۔ چونکہ ابوبکر کے دل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اعتقاد نہایت راسخ طور پر

متمکن تھا۔ اور یہی عقیدہ خود رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلوص اور سچائی کی ایک زبردست شہادت ہے۔ لہٰذا ہیں نے آپ کی حیات و صفات کے تذکرے کے لیے کچھ جگہ زیادہ وقف کی ہے۔ اگر حضرت محمد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو ابتدا سے اپنے کذاب ہونے کا یقین ہوتا۔ تو وہ کبھی ایسے شخص کو دوست اور عقیدت مند نہ بنا سکتے۔ جو نہ صرف دانا اور ہوشمند تھا بلکہ سادہ مزاج اور صفائی پسند بھی تھا۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نفسانی عظمت و شوکت کا کبھی خیال نہیں آیا۔ انہیں شاہانہ اقتدار حاصل تھا۔ اور وہ بالکل خود مختار تھے۔ مگر وہ اس وقت طاقت و اقتدار کو صرف اسلام کی بہتری اور کافۂ انام کے فائدہ پہنچانے میں عمل میں آئے۔ ان کی ہوشمندی اس امر کی مقتضی نہ تھی کہ خود فریب کھالیں۔ اور وہ خود ایسے متدین تھے کہ کسی کو دھوکا نہ دے سکتے تھے۔

(اینلی خلافت مصنفہ سر ولیم میور)

ماخوذ از "آیات بینات" جلد دوم حصہ چہارم

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایثار

پروفیسر نور آندرے نے سیرت نبوی پر جو کتاب لکھی ہے۔ اس کے پانچویں باب میں اس نے اعتراف کیا ہے کہ جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا۔ ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ یہ دونوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہایت وفادار اور قابل فخر دوست اور رفیق کار تھے۔ اور یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد یہی دونوں ان کے پہلے دو جانشین بنے۔

ابوبکر دعوای نبوت سے پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست تھے۔ اور وہ ہی مردوں میں سب سے پہلے آپ پر ایمان لائے۔ انہوں نے نہایت وفاداری اور غیر متزلزل جاں نثاری کے ساتھ آخر دم تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی۔ اور ہر اعتبار سے رفاقت کا حق ادا کیا۔ اسی لیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر تمام صحابہ رضہ کے ایمان کو ایک پلڑے میں رکھا جائے اور ابوبکر رضہ کے ایمان کو دوسرے میں۔ تو بھی ابوبکر رضہ کا پلڑا بھاری نکلے گا۔

جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ مکہ سے ہجرت کی تو وہ اپنی دولت کا بیشتر حصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اسلام کے لیے خرچ کر چکے تھے۔ اور جو باقی بچا تھا وہ ہجرت میں خرچ کر دیا۔ اور مدینے میں جو کچھ پس انداز کیا۔ وہ مہم تبوک کے موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدموں میں لاکر ڈال دیا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ کہ اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو۔؟ تو میں نے جواب دیا۔ آدھا مال ان کے لیے چھوڑ آیا ہوں۔ اور آدھا مال آپ کی خدمت میں حاضر کر دیا ہے۔ اس کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے حضرت ابوبکرؓ سے یہی سوال کیا۔ تو انہوں نے فوراً کہا۔ میں اپنے اہل وعیال کے لیے اللہ اور اس کا رسول (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) (یعنی اللہ اور رسول کی رضا) چھوڑ آیا ہوں۔ اسی لیے سارا اثاثۃ البیت لے کر آگیا ہوں۔

حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں۔ کہ میں نے ہمیشہ کے لیے فیصلہ کر لیا۔ کہ آئندہ کبھی بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آگے بڑھنے کا خیال دل میں نہ لاؤں گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی عظمت

۲۶ ذی الحجہ ۲۳ ہجری کو (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ساڑھے دس سال کے عہد حکومت کے بعد انتقال فرمایا۔ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد سلطنت اسلام میں سب سے بڑے شخص عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھے۔ کیونکہ یہ انہی کی دانائی اور استقلال کا ثمرہ تھا کہ ان دس سال کے عرصے میں شام، مصر اور فارس کے علاقے جن پر اس وقت سے اسلام کا قبضہ رہا ہے تسخیر ہو گئے۔ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مشرک اقوام کو مغلوب تو کر لیا تھا لیکن ان کے عہد میں افواج اسلام صرف شام کی سرحد تک ہی پہنچی تھیں۔ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب مسند خلافت پر بیٹھے۔ تو اس وقت ان کے قبضے میں صرف عرب تھا۔ مگر جب آپ نے انتقال فرمایا۔ تو آپ ایک بڑی سلطنت کے خلیفہ تھے۔ جو فارس، مصر، شام بازنطین اپنے سلطنت کے بعض نہایت ہی زرخیز اور دلکشا صوبوں پر مشتمل تھی۔ مگر باوجود ایسی عظیم الشان سلطنت کے فرمانروا ہونے کے آپ کو کبھی اپنی فراست اور قوت فیصلہ کی متانت کے میزان میں پاسنگ رکھنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ آپ نے سردار عرب کے سادہ اور معمولی لقب سے کسی زیادہ عظیم الشان

لقب سے اپنے آپ کو ملقب نہیں کیا۔ دور دراز صوبوں سے لوگ آتے۔ اور مسجد نبوی کے صحن کے چاروں طرف نظر دوڑا کر استفسار کرتے کہ خلیفہ کہاں ہیں؟ حالانکہ شہنشاہ یعنی خلیفہ سادہ لباس میں ان کے سامنے بیٹھے ہوتے۔ عمرؓ (رضی اللہ عنہ) کی سوانح عمری کا نقشہ کھینچنے کے لیے صرف چند خطوط کی ضرورت ہے۔ سادگی اور پابندی فرائض ان کے اصول کے اعلیٰ ارکان تھے۔ اپنی اہم خدمت کے بجالانے میں کسی کی رعایت نہ رکھنا اور سرگرمی سے کام لینا آپ کا خاصہ ہوگیا تھا۔ اور اس بڑی جوابدہی کا بار آپ کو ایسا گراں معلوم ہوتا تھا۔ کہ بسا اوقات آپ فرماتے کہ ع

کاشکے مادر نزادے مرمرا[1]

اے کاش! بجائے اس کے میں گھاس کا تنکا ہوتا۔ آپ کا مزاج ناصبور اور جلد مشتعل ہوجانے والا تھا۔ اور ایام جوانی میں بلکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زندگی کے آخری حصہ میں بھی آپ انتقام کے سخت مؤید اور حامی خیال کیے جاتے تھے۔ تلوار کو نیام سے نکالنے کے لیے آپ ہر وقت تیار رہتے تھے۔ اور آپ ہی نے جنگ بدر کے خاتمے پر یہ صلاح دی تھی کہ تمام قیدیوں کو تہ تیغ کیا جائے لیکن عمر اور رتبے نے ان کے مزاج

---

[1] کاش کہ میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا۔

کی تندی اور درشتی کو مبدّل بہ علم کر دیا تھا۔ عدل و انصاف ان میں بحدِّ کمال تھا۔ فوج کے سرداروں اور گورنروں کا انتخاب آپ نے بلا رو رعائت کیا۔ سلطنت کی مختلف قومیں اور جماعتیں جو مختلف الاغراض اور مختلف المفاعد تھیں۔ آپ کی قوت اور دیانت پر کامل بھروسہ رکھتی تھیں۔ اور آپ کے تنومند بازو نے قانون کے قواعد کو جاری اور سلطنت کو نہایت عمدگی سے سنبھالے رکھا۔ صحابہ رضؓ میں سے جو زیادہ ممتاز تھے۔ انہیں آپ اپنے پاس مدینہ میں رکھتے جس کی وجہ بلاشبہ کچھ تو یہ تھی کہ صلاح و مشورہ سے آپ کو تقویت دیں اور کچھ اس لیے (جیسا کہ آپ کا قول تھا) کہ میں نہیں چاہتا کہ ان کو اپنے سے کم رتبہ دے کر ان کی شان و عزت میں فرق لاؤں۔ ہاتھ میں تازیانہ لے کر آپ مدینہ کی گلیوں اور بازاروں میں پھرا کرتے اور جو قصوروار ہوتا۔ اسے وہیں سزا دیتے۔ یہ بات ضرب المثل ہو گئی تھی کہ "عمر" کا تازیانہ دوسرے کی تلوار سے زیادہ خوفناک ہے۔ مگر با ایں ھمہ آپ نہایت نرم دل تھے۔ اور بے تعداد واقعات آپ کے حلم اور مہربانی کے مذکور ہیں۔ مثلاً بیواؤں اور یتیموں کی حاجت برآری کرنا۔ ایک مثال ھم یہاں درج کرتے ہیں:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ قحط کے ایام میں عرب میں سفر کر رہے تھے۔ آپ کا گذر ایک غریب نادار عورت پر ہوا جو بچوں کو لیے ہوئے

چولھے کے پاس بیٹھی تھی۔ اور بچے بھوک کے مارے بلبلا رہے تھے۔ چولھے پر ایک خالی ھنڈیا بچوں کی تسلّی کے لیے بچاری عورت نے چڑھا رکھی تھی (حضرت) عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ دیکھا تو آپ بھاگتے ہوئے دوسرے گاؤں میں گئے۔ گوشت اور روٹی لائے۔ گوشت خود ھنڈیا میں چڑھایا۔ اور خوب سا کھانا پکا کر بچوں کو کھلایا۔ اور انہیں ھنستا کھیلتا چھوڑ کر تب آگے کو روانہ ہوئے (سر ولیم میور)

ماخوذ:
"آیات بینات" جلد دوم حصہ چہارم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سادگی و نرم دلی

پروفیسر تور آندرے نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دنیا بھر کے حکمرانوں میں نہایت امتیازی شان حاصل ہے۔ الاعظم کا لقب ان سے زیادہ کسی حکمران کو زیب نہیں دیتا۔ ان کی مومنانہ سیرت بالکل بے داغ ہے جس زمانے میں وہ

دنیا کی طاقتور ترین سلطنت پر حکمران تھے۔ اس وقت بھی ان کی زندگی ویسی ہی سادہ تھی جیسی حکمران ہونے سے پہلے تھی۔ فتوحات کی بدولت اکثر صحابہ آسائش اور فراغت کی زندگی بسر کرتے تھے مگر وہ خلیفہ ہونے کے باوجود بیت المال سے صرف دو درہم روزانہ اپنے لیے لیتے تھے۔ اور جو لباس وہ پہنا کرتے تھے اس میں پیوند لگے ہوتے تھے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے عمرؓ! اگر شیطان تمہیں راہ میں دیکھ پائے تو خدا کی قسم وہ بھی تمہاری ہیبت کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ ان کی عدالت تمام دنیا میں ضرب المثل ہے کیونکہ انہوں نے اپنے بیٹے کو بھی معاف نہیں کیا۔ ان کی سطوت اور ہیبت اگرچہ سب کے دلوں میں چھائی ہوئی تھی۔ اس کے باوجود وہ ہر شخص کے ساتھ نہایت نرمی کا برتاؤ کرتے تھے جب وہ بیت المقدس سے واپس آرہے تھے تو راہ میں ایک ضعیفہ ملی جس نے ان سے کہا کہ اگر تم مدینے جا رہے ہو تو عمر (رضی اللہ عنہ) سے کہنا کہ میں بہت مفلوک الحال ہوں لیکن انہوں نے مجھے مالِ غنیمت سے کچھ نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر اس سے کہا کہ عمرؓ کو یہ بات کس طرح معلوم ہو سکتی تھی؟ اس ضعیفہ نے کہا خلیفہ کا فرضِ منصبی یہ ہے کہ وہ ہر شخص کی حالت کا پتہ لگائے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا تمہاری ضرورت کتنی رقم سے پوری ہو سکتی ہے۔ اس نے کہا فی الحال مجھے پچیس دینار کافی ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے مطلوبہ رقم اسے دے کر رسید لکھوالی۔ جب مدینے واپس آئے تو اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا اس رسید کو میری وفات کے بعد میری ہتھیلی پر رکھ دینا تاکہ میں اللہ کے سامنے حاضر ہوں تو اسے دکھا سکوں۔

خدماتِ محدّثین کرام

رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

غیر مسلموں کی نظر میں

مدح محدثین کرام

از شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالی

گروہ ایک جویا تھا علمِ نبی کا — لگایا پتہ جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذبِ خفی کا — کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا

کیے جرح و تعدیل کے وضع قانوں
نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں

اسی دھن میں آساں کیا ہر سفر کو — اسی شوق میں طے کیا بحر و بر کو
سنا خازنِ علمِ دیں جس بشر کو — لیا اس سے جا کر خبر اور اثر کو

پھر آپ اس کو پرکھا کسوٹی پہ رکھ کر
دیا اور کو خود مزا اس کا چکھ کر

کیا فاش راوی میں جو عیب پایا — مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا — ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا

طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا
نہ ملا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

مسدس حالی صفحہ ۳۰-۳۱

عظیم الشان فن

کوئی قوم دنیا میں نہ ایسی گزری۔ نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح "اسماء الرجال" کا سا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

(ڈاکٹر اسپرنگر ماخوذ "تدوین حدیث صفحہ ۴۵)

سیرت النبی جلد اول صفحہ ۳۹

اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام مصنفوں اور فاتحوں میں ایک بھی ایسا نہیں جس کی سوانح حیات محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مفصل ہو۔

(ا پالوجی فار محمد اینڈ دی قرآن)

یہاں کوئی دھوکا نہیں دے سکتا

کوئی شخص یہاں "سیرت النبی" (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے متعلق نہ خود کو دھوکا دے سکتا ہے اور نہ دوسرے کو دے سکتا ہے یہاں دن کی پوری روشنی ہے۔

(لائف آف محمد از باسورتھ اسمتھ صفحہ ۱۰۸)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت

امام بخاری کی تصنیف "صحیح بخاری" کی سب سے زیادہ قدر کی جاتی ہے۔ اور روحانی، دنیاوی معاملات غرض دونوں حیثیت سے قرآن کے بعد معتبر سمجھی جاتی ہے۔ اس کتاب میں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الہامات و افعال و اقوال ہی درج نہیں۔ بلکہ قرآن کے مشکل مقامات کی تفسیر بھی درج ذیل ہے۔

(ٹامس ولیم بیل اوریئنٹل جیوگرفیکل ڈکشنری مطبوعہ لندن ۱۸۹۰ء)

حدیث کے لیے سفر

محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ البخاری ۱۳ شوال ۱۹۴ھ شہر بخارا میں پیدا ہوئے۔ فن حدیث کا مطالعہ گیارہ سال کی عمر میں شروع کر دیا اور ۱۶ سال کی عمر میں حج کو گئے۔ اور مکہ و مدینہ کے بہترین استادان حدیث سے علم حاصل کیا۔ پھر طلب علم ہی میں مصر گئے اور آئندہ سولہ سال سارے ایشیا کے دورے میں صرف کئے۔ اس کے بعد وطن تشریف لائے۔ ان کی شہرت کا غلغلہ "جامع صحیح" کے نام سے ان کی ایک کتاب حدیث نے بلند کر دیا۔ انتخاب حدیث میں انہوں نے انتہائی تنقیدی قابلیت کا ثبوت دیا ہے۔ اور

روایت متن میں انہوں نے احتیاط کی حد کر دی۔ اس کے ساتھ وہ جا بجا اپنی توضیح وتشریح بھی نفسِ حدیث سے الگ پیش کرتے جاتے ہیں۔ صحیح بخاری کی روایتوں کی نقل میں بڑی صحت و اسناد کا اہتمام شروع ہی سے رہا ہے۔ صحیح بخاری کا ترجمہ مع حواشی کے فرنچ زبان میں موجود ہے۔

(انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد اول صفحہ ۴۸۴)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ الحدیث

امام بخاری اس طبقہ کے اولین شخص ہوئے ہیں جنہوں نے حدیثوں کے مجموعہ کو خوب جانچا اور پرکھا ہے۔ یہ تنقیدی طریقہ بہت مفید ثابت ہوا۔ اور بخاری کی صحیح کا استناد اس وقت سے آج تک مسلّم رہا ہے۔ حدیثوں کے کچھ مجموعے تو بخاری سے قبل بھی تیار ہو گئے تھے۔ لیکن راویوں پر جرح و تنقید اور اسناد کی تحقیق ان کے زمانہ سے چلی۔ بخاری کے ابواب (پیراگراف) تراجم (پیراگرافوں کے عنوانات) سے ظاہر ہے کہ وہ فقہ کی مکمل کتاب تیار کر رہے تھے۔ ان کی صحیح کی ترتیب، عین منطقی ترتیب کے مطابق اور مناسب ہے۔ بہ حیثیت مجموعی ان کی کتاب ابتدائے اسلام اور عربی تمدن کے مطالعہ کے لیے ایک اہم ترین ماخذ ہے۔ خود بخاری کی یہ صحیح عموماً بڑی احتیاط سے نقل ہوئی ہے۔ ان کی احتیاط اور نقل حدیث صحیح میں شدت اہتمام کا

اندازہ اس روایت[1] سے ہو سکتا ہے کہ یہ ہر حدیث کے نقل کرنے سے قبل حق تعالیٰ کے حضور میں سجدہ شکر ادا کرتے تھے۔

(ہیوز کی ڈکشنری آف اسلام صفحہ ۲۴۲) ماخوذ از "تمدن اسلام"

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت عاجزی سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں میں نبی آخرالزماں جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن حکیم، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، محدثین عظام اور تمام صالحین و بزرگان دین و جملہ مومنین و مسلمین کی محبت قائم رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے آمین ثم آمین۔

اللھم صل وسلم علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت وسلمت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید ۵

۱۹ اپریل ۱۹۶۹ء — بروز بدھ

۲۱ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ — بوقت ۵ بجے عصر

---

[1] منقول ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہر حدیث نقل کرنے سے پہلے دو رکعت نفل ادا کرتے تھے۔

تألیفات

مولانا محمد حنیف یزدانی

قرآنی دعائیں

جمع وترتیب: مولانا محمد حنیف یزدانی

مولانا محمد حنیف یزدانی نے قرآن مجید کی تمام دعاؤں کو یکجا کر کے مع ترجمہ و تشریح کے شائع کیا ہے۔ اور ہر دعا کے پڑھنے کے مواقع بھی ذکر کیے ہیں۔ یوں تو مارکیٹ میں مختلف کتابیں موجود ہیں لیکن "قرآنی دعائیں" کے نام سے کوئی کتاب مارکیٹ میں نہیں تھی۔ مولانا یزدانی نے اس کمی کو پورا کر دیا ہے۔ بچوں کو قرآنی دعائیں یاد کرانے کے لیے یہ کتاب بے حد مفید ہے۔ ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث اور رحجان میں اس پر تبصرہ آچکا ہے۔ آفسٹ طرز پر چھپی ہے۔ ٹائٹل خوبصورت۔ قیمت صرف ایک روپیہ

ناشر

مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

ہمارے عقائد

تالیف: مولانا محمد حنیف یزدانی

اس پچاس صفحہ کے کتابچہ میں توحید، رسالت، قرآن مجید، صحابہ کرام، اہل بیت، امہات المومنین، آئمہ مجتہدین، آئمہ محدثین، آئمہ مجددین، بزرگانِ دین، مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، ارکانِ خمسہ، اور ملائکہ کے متعلق مسلک اہل حدیث کی روشنی میں صحیح عقائد، عام فہم اور سلیس الفاظ میں بیان کیے ہیں۔ جسے معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ ابتدائی طور پر بچوں کے لیے بھی یہ کتابچہ بہت مفید ہے۔ آئمہ مجددین کے سلسلہ میں مسند ولی اللٰہی کے آخری جانشین حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث رحہ دہلوی کے متعلق مولانا عبید اللہ سندھی کا ایک نادر و عجیب حوالہ اس کتابچہ میں ملاحظہ فرمائیے اس کتابچہ میں ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث اور المنبر میں تبصرہ بھی آچکا ہے۔
کتابت طباعت عمدہ خوبصورت ٹائٹل۔ قیمت پچاس پیسے۔

مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

مرزائے قادیان اور علماء اہل حدیث

تالیف: مولانا محمد حنیف یزدانی

اس کتاب میں مرزا غلام احمد بانی کی انگریز دوستی اس کا دعویٰ نبوت، اس کا اخلاق بیان کرنے کے بعد مرزائے قادیان کی زندگی سے لے کر آج تک جن جن اہل حدیث علماء دین نے تحریری، تقریری، مناظرہ، مباہلے کے طور پر مرزا اور مرزائیت کا رد کیا ہے ان سب کا تذکرہ بالخصوص حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی کا فتویٰ، مولانا محمد بشیر سہسوانی کا مرزا کے ساتھ سب سے پہلا مناظرہ دہلی میں، علامہ قاضی محمد سلیمان منصورپوری مصنف رحمۃ للعالمین کی پیشین گوئی، خدمات مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی کی کھلی چٹھی بنام مرزائے قادیان، شیخ الاسلام فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری کے چودہ مناظرے، مرزا کے ساتھ مباہلہ، حضرت شیخ الحدیث گوجرانوالا کا مضمون "مرزائے قادیان معمولی اخلاق کی روشنی میں"، سید محمد شریف گھڑیالوی کا چیلنج مباہلہ، غرضیکہ سرادنیٰ و اعلیٰ عالم حدیث کی خدمات جلیلہ کا مکمل و مفصل تذکرہ اس کتاب پر ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث، الاعتصام اور المنبر میں تبصرہ بھی آچکا ہے۔

کتابت، طباعت عمدہ، خوبصورت ٹائیٹل، بڑے سائز کے ۱۰۰ صفحات۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ (۵۰-۱) علاوہ محصول ڈاک۔

مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی

تصویر کا دوسرا رخ

تالیف: مولانا محمد حنیف یزدانی

شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی مذہبی و سیاسی اور انگریز دوستی کی خدمات پر تبصرہ و تنقید اور اہل حدیث علماء کی مذہبی و سیاسی تحریک آزادی اور تحریک پاکستان کی خدمات کا اجمالی تعارف۔

قیمت برائے اشاعت دس پیسہ

مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

تحریک آزادیٔ فکر

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تجدیدی مساعی

تصنیف: حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ۔

تحریک آزادیٔ فکر: حضرت شیخ الحدیثؒ کا علمی شاہکار ہے

تحریک آزادیٔ فکر: مسلک اہل حدیث پر بے نظیر کتاب ہے۔

تحریک: ہر پڑھے لکھے آدمی کو بڑے اعتماد سے پیش کی جا سکتی ہے۔

تحریک: جس کے مستقل عنوانات یہ ہیں۔ تحریک اہل حدیث کا مد و جزر اور حضرت شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی۔ تحریک اہل حدیث کا موقف اور خدمات۔ برصغیر پاک و ہند میں اہل توحید کی سرگرمیاں۔ ترک تقلید اور اہل حدیث۔ مسئلہ تقلید پر تحقیقی نظر۔ اہل حدیث کی اقتدار۔ ایک مقدس تحریک جو مظالم کا تختۂ مشق بنی رہی۔

تحریک: میں ایسے تمام مضامین کا مفصل، مکمل اور مدلل جواب ہے۔ جو وقتاً فوقتاً بزرگان دیوبند و بریلی کی طرف سے مسلک اہل حدیث پر لکھے گئے تھے۔

تحریک: میں تمام سوالات کا جواب قرآن، حدیث، اور شاہ ولی اللہ کی کتابوں سے دیا گیا ہے۔ کتابت طباعت عمدہ سفید کاغذ قیمت ۸ روپے

مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

معیار الحق

تصنیف: حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی

پیش لفظ: حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ

معیار الحق: حضرت شاہ اسماعیل شہید کی کتاب ایضاح الحق الصریح کی تائید میں ہے۔

معیار الحق: مولانا ابوالکلام آزاد کو متاثر کرنے والی کتاب ہے۔

معیار الحق: رد تقلید اور عمل بالحدیث کے موضوع پر متحدہ ہندوستان میں اردو زبان میں سب سے پہلی کتاب ہے۔

معیار الحق جس میں ۴۵ جید حنفی علمائے کرام کے ارشادات گرامی دربارہ رد تقلید درج ہیں۔

معیار الحق: جس میں حدیث قلتین، حدیث اسفار فجر، حدیث ابراد ظہر اور مثلین عصر کی نہایت عمدہ تحقیق ہے

کتابت طباعت عمدہ سفید کاغذ مضبوط جلد دیدہ زیب ٹائٹل قیمت دس روپے

ناشر: مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

(ثنائی پریس لاہور)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
غیر مسلموں کی نظر میں
جمع و ترتیب
مولانا محمد حنیف یزدانی
مکتبہ نذیریہ
چیچہ وطنی ضلع ساہیوال
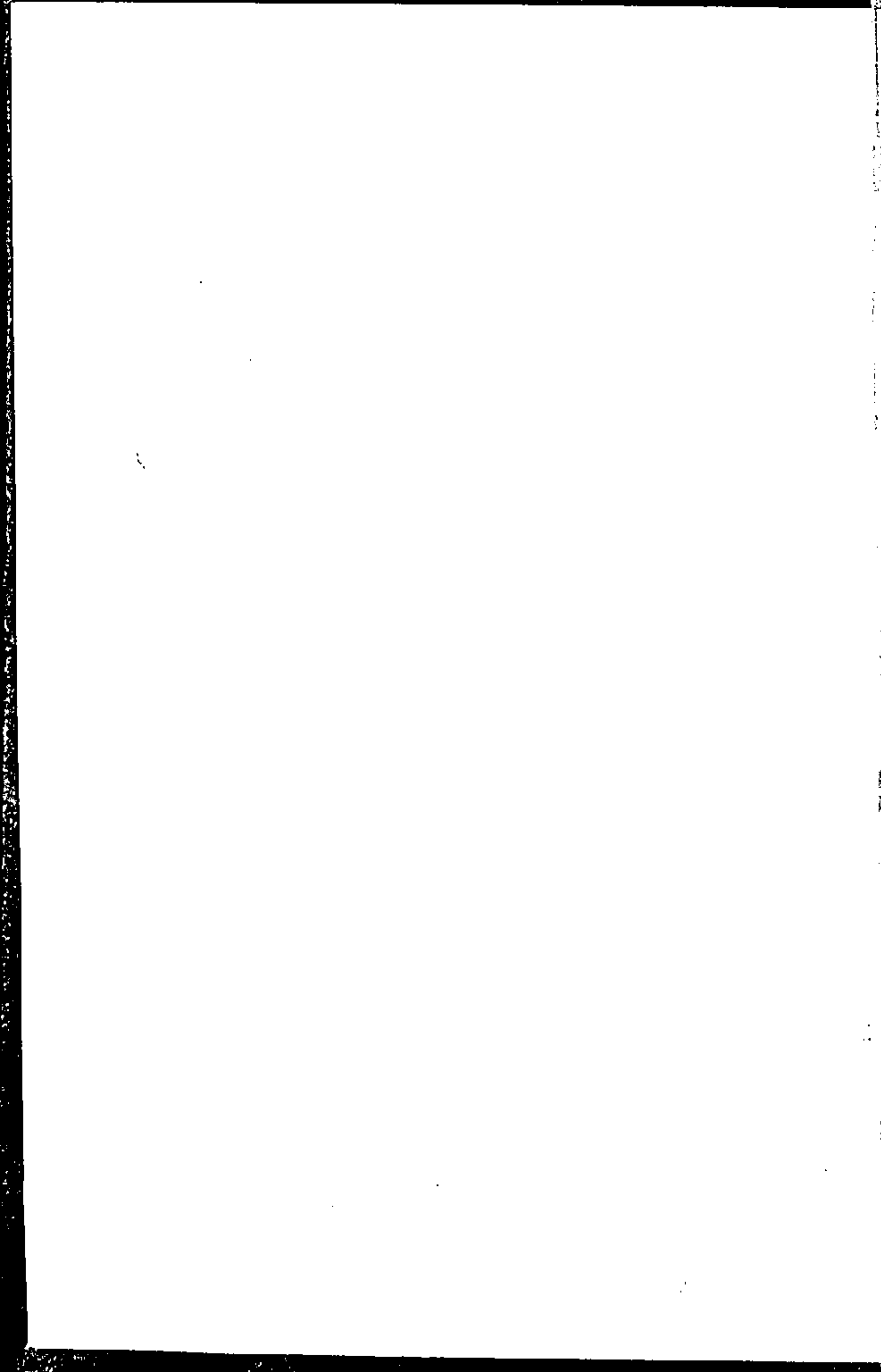
محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
غیر مسلموں کی نظر میں
از
مولانا محمد حنیف یزدانی
ناشر
مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال